مولف: محمد رحمت اللہ سیالوی

فون نمبر:0307-6659275

کمپوزنگ: ملک شفقت حسین

نواز فوٹوسٹیٹ سیال شریف

ملنے کا پتہ: صدیق گفٹ سنٹر

سیال شریف

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ
کے بصیرت افروز سو (100) واقعات و کرامات

انتساب

تیرے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے؟
خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے؟
عبث ہے شکوۂ تقدیر یزداں
تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے؟

فہرست

پیش گفتگو

وہ فقر کا بادشاہ، وہ علم کا بادشاہ، وہ حلم کا بادشاہ، وہ عبادت وریاضت کا بادشاہ، وہ ولایت کا بادشاہ ذرا تصو رکریں جو تمام عظمتوں کا مالک ہو کر بھی سادگی کا پیکر ہے وہ حضور پیر سیالؒ کی امانت کا امین، حضرت ثانی غریب نواز سیالویؒ اور حضرت ثالث خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالویؒ کی امانت کا امین، پیر پٹھان کا غلام، خواجہ محمد شاہ سلیمان تونسویؒ کا غلام زمین پر لیٹا ہوا ہے سر تلے جائے نماز ہے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ریلوے اسٹیشن کا پلیٹ فارم ہے ایک شخص خدا مست اس فقیر کو اس انداز فقیرانہ سے لیٹے ہوئے دیکھ کر حیرت سے دیکھتا ہے یہ وہی شخص ہے جو جمیعۃ العلمائے پاکستان کا مرکزی صدر ہے جو ابھی ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تاریخ کے سب سے بڑے جلسے سب سے بڑی کانفرنس کی صدارت کر کے آرہا ہے اسے بتایا جاتا ہے یہ وہی مرد قلندر ہے انہیں کیا معلوم یہ پیر پٹھان کا غلام ہے چنانچہ ایران کے ایک مجتہد نے مجھے خط لکھا اس کی تحریر میں صرف دو جملے تھے میرا مسلک آپ کا مسلک نہیں اور میرا مذہب آپ کا مذہب نہیں لیکن جو شخص اس وقت دنیا چھوڑ چکا ہے (شیخ الاسلام) اس کی تعریف نہ کرنا ناانصافی ہے میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ پوری زندگی یاد خدا اور عشق مصطفی ﷺ کے بغیر سانس بھی نہیں لیا کوئی سنت نہیں جو آپ نے ترک کی ہو آپ کے گردے کا آپریشن ہوا جب غنودگی سے ہوش آیا تو فرمانے لگے مجھے بتاؤ کہ میری کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں؟ مجھے شیخ الاسلامؒ نے فرمایا تھا میں نے کوئی نماز جماعت کے بغیر نہیں پڑھی اور کوئی وضو مسواک کے بغیر نہیں کیا آپ اندازہ کریں کہ جو شخص شریعت کا اس قدر پابند ہے عشق رسول ﷺ کا یہ پاس ہے اس کی عظمتوں کا کیا کنارہ ہے آپ پر اس قدر عشق رسول ﷺ کا رنگ چڑھا ہوا تھا کہ بقیہ سلسلوں کے بزرگ بھی پکار اٹھے اگر کسی ولی، کسی بزرگ کو دیکھنا ہے تو وہ شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی ہی ہیں مدینہ طیبہ کے ہر ذرے سے محبت کرتے ہیں کوچہ حبیب کا کتا بھی انہیں

جان و دل سے عزیز تھا لوگ اپنا کفن کعبہ مشرفہ کے غلاف سے ملاتے ہیں زم زم سے دھوتے ہیں لیکن شیخ الاسلام نے وصیت فرمائی میرا کفن مدینہ طیبہ کی گلی میں بچھا دو کوئی سگ مدینہ اس پر سے گزرے پھر اسے جھاڑنا نہیں اسی طرح لپٹنا اور مجھے کفن دینا یہ عشق، یہ وارفتگی، یہ شیفتگی یہ عقیدت کوئی شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سے سیکھے۔

(ملفوظات خواجہ حافظ محمد حمید الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ الاسلام کانفرنس ۲۰۰۴ء)

یہ واقعات اس عظیم ہستی اور جامع الصفات ذات کے ہیں جن کا لمحہ لمحہ قرآن سنت کے مطابق گزرا او وہ ملت کے آنگن میں شبنم کی طرح اترے ان کی سیرت نے دھنک کی طرح رنگ بکھیرے ان کا فیض ساون کی طرح برسا ان کی زندگی میں لمحے اور گھڑیاں ستارے بن کر چمکے ان کا راستہ راستہ حق، منزل منزل حسن ان کی راہ راہ مستقیم اور مسلک خدائی تھا اس شخصیت کے کرامات و واقعات نہ پڑھیں تو پھر کس کے پڑھیں؟ قرآن کریم میں موجود واقعات تا قیامت انسانیت کے لئے بڑی عبرت اور نصیحت کا خزانہ ہیں ایسے واقعات میں جسمانی اور روحانی علاج موجود ہوتا ہے بعض اوقات کسی معمولی واقعہ کا مطالعہ زندگی میں خوشگوار تبدیلی کا باعث بن جاتا ہے ناچیز مولف کا مقصد بھی یہی ہے کہ آستانہ عالیہ سیال شریف کے متوصلین اور دیگر سعید روحیں یہ واقعات اور یہ سبق یاد رکھیں تا کہ زندگی کا کارواں جب لالہ زاروں اور مرغزاروں سے نکل کر خارداروں اور اداس و ویراں ریگزاروں سے گزرنے لگے تو آپ کے چہرے پر اس وقت بھی طمانیت کا نور جھلک رہا ہو مخالفت کے طوفانوں میں بھی حق کا چراغ روشن رہے تمھاری جوانمردیاں اور عالی ظرفیاں باطل کا تعاقب کرتی ہیں۔

بزرگوں اور صالحین کے بارے سوواقعات لکھنے کا رجحان ہے لیکن حضور پیر سیال کی ذات قدسیہ کے بارے کسی نے نہیں کوشش کی سوچا اس راہ وفا میں میں ہی قدم رکھوں تا کہ آخرت کی منازل ان صالحین کے صدقے آسان ہوں۔

خاک پائے سیال

مولف (مورخہ 2022-3-08 بروز منگل 4 شعبان 1443ھ)

ولادت کی خوشخبری

حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے استاد قبلہ مولانا محمد امین صاحب ٹکوچی جو اعلیٰ حضرت غریب نواز (خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ) کے مرید تھے اور آخری عمر تک آستانہ اقدس سیال شریف پر قیام پزیر رہے میں ان سے کتاب گلستان سعدی پڑھتا تھا یہ بات استاذی المکرّم سے کئی بار سنی آپ فرماتے تھے کہ اعلیٰ حضرت غریب نواز کے زمانہ میں یہاں سیال شریف میں ایک مجذوب آیا کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ (جو چوتھا ہوگا اس کو دنیا دیکھے گی)۔

یہ نام نہیں

حضرت ثانی حافظ محمد دین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزندار جمند حضرت صاحبزادہ محمد عبداللہ سیالویؒ کی پیدائش ہوئی تو انھوں نے حضرت خواجہ اللہ بخش کریم تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوکر نام کے متعلق عرض کیا کہ غریب نواز ہم نے لڑکے کا نام قمر الدین رکھا ہے حضرت کریم اللہ بخش تونسویؒ نے فرمایا کہ اس کا نام محمد عبداللہ رکھو قمر الدین نام والا اور ہوگا۔ سبحان اللہ دوسری پشت بعد میں آنے والے کی خوشخبری دی۔

اللہ اللہ کا ذکر

حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں قبلہ والدہ محترمہؒ فرماتی تھیں کہ محمد قمر الدین

تقریباً چھ ماہ کے معصوم بچے تھے کہ پنگھوڑے میں انگا انگا کرتے تھے جب ذرا بولنا شروع کیا تو اللہ اللہ کہتے تھے ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ نے زور زور سے اللہ اللہ کا ذکر شروع کر دیا حتی کہ سب گھر والے گھبرا گئے پھر کسی خادمہ کو کہا گیا کہ اسے اُٹھا کر روضہ شریف کے اندر لے جائے وہاں بھی آپ نے زور زور سے اللہ اللہ کا ذکر جاری رکھا ذکر کی آواز سن کر لوگ اکٹھے ہو گئے حضرت ثانی غریب نواز (دادا جان)بنگلہ شریف میں تشریف فرما تھے آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا شور ہے کسی نے عرض کیا کہ صاحبزادہ محمد قمرالدین صاحب زور زور سے اللہ اللہ کر رہے ہیں اور چپ نہیں کرتے اس پر لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں آپؒ نے فرمایا بچے کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ صاحبزادہ صاحب کو آپ کے پاس لایا گیا آپ نے گود میں اٹھا کر دم کرنا شروع کر دیا اور پانی بھی دم کر کے پلایا تو صاحبزادہ محمد قمرالدین صاحب نے چپ سادھ لی اتنے میں خادمہ نے خدمت میں عرض کیا کہ حضور کھانا تیار ہے آپ نے فرمایا کہ میرے بچے کا دل اور کلیجہ اللہ اللہ کی ضرب سے پھٹ رہا ہے اور آپ لوگوں کو کھانا یاد ہے۔

بچپن میں زیارت

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن زوال کے بعد ظہر کی اذان سے پہلے میں آستانہ عالیہ سیال شریف کی مسجد میں تھا اس وقت مسجد میں کوئی آدمی نہ تھا میں نے دو رکعت نفل پڑھے نماز کے اندر مجھے محسوس ہوا کہ میری دائیں طرف کوئی تشریف فرما ہے میں نے نماز کے اندر سوچا کہ نماز سے فارغ ہونے کہ بعد ان صاحب سے عربی زبان میں دریافت کروں گا کہ ان کا اسم گرامی کیا ہے ؟اور کیا ہی اچھا ہو کہ وہ بھی عربی زبان میں مجھے جواب دیں کہ میرا نام محمد ﷺ ہے۔ چنانچہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ صاحب ہمارے وطنی لباس میں ملبوس ہیں پھر بھی میں نے عربی زبان میں دریافت کیا (ما اسمک الشریف) انھوں نے جواب میں ارشاد فرمایا (اسمی محمد ﷺ)، میں نے فوراً قدم بوسی

کی اورعرض کیا کہ آپ کیا نوش فرمائیں گے، دودھ، لسی شربت، حضور نے فرمایا جو کچھ لاؤ گے میں دوڑا دوڑا گھر گیا اور ٹھنڈا دودھ میٹھا کر کے لایا اور پیش کیا۔

تالا کھل گیا

حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ (برادر مکرم) فرماتے ہیں حضرت قبلہ والد صاحب (خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ) نے گھر میں ایک خاص مکان کی چابیاں حضرت بھائی صاحب کے سپرد کی ہوئیں تھیں اس مکان کا تالا بڑا مضبوط تھا جو چار چابیوں سے کھلتا تھا وہ مضبوط تالا آپ دہلی سے لائے تھے حضرت قبلہ والد صاحب نے بھائی صاحب قبلہ کو بولا کر فرمایا کہ اس کمرہ میں فلاں چیز مجھے لا کر دیں آپ اس وقت باہر بنگلہ میں تشریف فرما تھے بھائی صاحب قبلہ دوڑتے دوڑتے گھر تشریف لے گئے چابیاں تلاش کیں تو وہ نہ ملیں ادھر حضرت والد صاحب قبلہ کا حکم پر حکم آرہا تھا کہ جلدی لے آئیں گھر میں یہ منظر میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا بھائی صاحب یہ فرماتے ہوئے کہ تالا کبھی کبھی بسم اللہ شریف پڑھنے سے بھی کھل جاتا ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر تالے کو پکڑا تو تالا آپ کے ہاتھوں میں چلا آیا۔

قندھاری انار

حضور شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہی کہ وہ ابھی بچے ہی تھے اور گھر کے صحن میں کھیل رہے تھے کہ ان کی والدہ محترمہ جو دوسری عورتوں کے پاس بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں فرمانے لگیں اس وقت قندھاری انار کھانے کو دل چاہ رہا ہے انار کا موسم تھا نہ ذرائع آمدورفت تا کہ کہیں شہر سے منگوالیا جائے آپ والدہ ماجدہ کی آواز سنتے ہی کہا کہ اماں جان میں ابھی لے کر آتا ہوں دوڑ کر باہر چلے آئے دیکھا تو ایک آدمی لنگر خانے کے پاس بیٹھا ہوا تھا آپ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس قندھاری انار ہے؟ اس نے کہا

ہاں ہے آپ نے انار لئے قیمت ادا کی اور لا کر اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں پیش کر دیے۔

دو عاشقان رسول ﷺ

جب راجپال خبیث نے کتاب (رنگیلا رسول) لکھی تھی اس وقت مسلمانوں کے جو جذبات تھے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں حضرت بھائی صاحب قبلہ سے اجازت چاہی (خواجہ غلام فخر الدین سیالویؒ) کہ میرا بندوق کا نشانہ بہت اچھا ہے آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس خبیث راجپال کو جہنم رسید کروں آپ نے فرمایا کہ بے شک جب تک وہ خبیث زندہ ہے ہمارا جینا حرام ہے لیکن اس خبیث کا کوئی اور خوش نصیب کام تمام کرے گا اور آپ سے اللہ تعالیٰ کوئی اور دین کی خدمت لے گا انہی دنوں میں غازی علم الدین شہیدؒ کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ کچھ ہی دنوں کے بعد یہ فقیر حضرت بھائی صاحب قبلہ کے ہمراہ تونسہ شریف کی حاضری کے لئے روانہ ہوا میانوالی پہنچے ان دنوں غازی علم الدین شہیدؒ جیل میں تھے ان کی ملاقات خاندان کے علاوہ بند تھی ہم بھی غازی علم الدین شہیدؒ کے بھائی بن کر ملاقات سے مشرف ہوئے (نام ملتے تھے) لوگوں نے حضرت صاحب قبلہ کا غازی علم الدین شہیدؒ سے تعارف کرایا کیا عجب منظر تھا دو عاشقان رسول ﷺ ایک جنگلہ کے اندر اور دوسرا باہر دونوں چاہتے تھے کہ میں ہاتھ چومنے میں سبقت کروں آخر علم الدین شہیدؒ نے زور سے خواجہ صاحب کا ہاتھ جنگلہ کے اندر کھینچ کر چوم لیا بعد میں قبلہ حضرت صاحب نے غازی مرحوم کا ہاتھ باہر کھینچ کر چوما اور یہ شعر پڑھا۔

داررا معراج مے دانند سرداران عشق

عشق کہ ہر بوالہوس رابر سردارا ورد

اس کا معنی اور مطلب بھی بیان کیا مجھے آج تک باذوق ملاقات کا منظر یاد ہے ہمیں بھی وہ مبارک ہاتھ چومنے کا شرف حاصل ہوا۔ الحمد للہ

زور سے رونا

فرمایا ایک زمانہ گزرنے کو ہے مگر بہت بچپن کی باتیں بھی ابھی یاد ہیں حضرت دادا جی (حضرت خواجہ محمد دین ثانی رضی اللہ عنہ) کے زمانہ حیات تک تو میں اپنے والد گرامی سے بالکل مانوس نہیں تھا ایک دن مراد علی اور بابا عثمان حضور ثانی کو (مکیں) مار رہے تھے میں سمجھا کہ یہ لوگ آپ کو مار رہے ہیں چنانچہ میں نے زور زور سے رونا شروع کر دیا (ثانی غریب نواز کی وفات جولائی 1909ء ہے اور حضور شیخ الاسلام کی پیدائش جولائی 1906ء ہے تقریباً دواڑھائی سال عمر مبارک کی باتیں ہیں) جبکہ عام بچے ان چیزوں سے بے خبر ہوتے ہیں اور فرمایا مجھے اس وقت کی باتیں یاد رہیں جبکہ اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیتا تھا بلکہ اس کے پہلے کی بھی مگر میں بتلاتا نہیں ہوں۔

خاکِ پا کے برابر نہیں

فرمایا اسی زمانہ میں اماں جی کے ساتھ ننھیال ٹھٹھہ میاں پناہ گیا (فروکہ ضلع سرگودھا کے قریب) چونکہ میں ہمہ وقت حضرت ثانی (دادا جی) کے پاس رہتا تھا اس لئے وہاں جا کر دادا جی کو یاد کر کے رونے لگا اماں جی حضرت امیر علی جو عمر میں حضرت ثانیؒ کے لگ بھگ تھے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ دادا جی ہیں (حضرت امیر علی حضرت ثانی صاحب کے چچازاد کے بیٹے تھے) میں نے انہیں دیکھ کر کہا یہ تو کھڑے ہیں (جو زیادہ خوبصورت نہ ہو) میرے دادا جی تو سوہنے ہیں حضرت امیر علی نے پوچھا کہ صاحبزادہ کیا کہتے؟ اماں جی نے میری بات اسی طرح دوہرائی انھوں نے سن کر کہا صاحبزادہ صاحب ٹھیک کہتے ہیں میں تو حضرت ثانی صاحب کی خاکِ پا کے برابر بھی نہیں ہوں۔ حضرت ثانی صاحب دادا جی کو میری معصومانہ بات کا علم ہوا تو بہت شفقت فرمائی کافی دیر اپنے سینہ مبارک پر بٹھائے رکھا۔

نور ایمان سے پہچان

استاذی المکرّم قاری غلام احمد صاحب قدس سرہ نے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین قدس سرہ سے پوچھا کہ علامہ اجمیریؒ (حضور شیخ الاسلام کے استاد) کی بیعت طریقت کہاں تھی فرمایا ان کے والدین ماجدین کی بیعت تو حضرت کریم تونسویؒ سے تھی مولانا عبدالحق صاحب خیر آبادیؒ کی بیعت بھی حضرت کریمؒ سے تھی لیکن مولانا کی بیعت حضرت علامہ فرنگی محلیؒ کے ساتھ تھی فرنگی محلی حضرات سے ایک محمد وارث شاہ صاحب یہاں بھی تشریف لائے مولانا محمد حسین صاحب ان کے پیچھے ہاتھ باندھ کر چلتے تھے کیونکہ ان کے استاد کے پیر تھے (حضور شیخ الاسلام کے استاد اور معین الدین اجمیری کے شاگرد تحریک خلافت میں بھر پور حصہ لیا قید ہوئے ۱۹۲۷ء میں وفات پائی) فرمایا مجھے یاد ہے میں اس وقت قطبی پڑھتا تھا انہیں خوب کشف حاصل تھا انہوں نے سوال کیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق جو قبر والوں سے سوال ہوتا ہے اس کے متعلق تیرا کیا عقیدہ ہے اور جس نے آپ ﷺ کی زیارت نہیں کی وہ قبر میں کیا جواب دے گا کس طرح آپ ﷺ کو پہچانے گا؟ میں اس وقت بچہ تھا میں نے جواب دیا کہ نور ایمان کے ذریعے معلوم ہو جائے گا اور چونکہ آنحضور ﷺ کی ذات اقدس عین ایمان اور نور کا مرکز ہے اور ہر چیز اپنے مرکز کی طرف دوڑتی ہے لہذا جواب دینے والے کا نور ایمان اپنے مرکز کی طرف دوڑے گا اور آپ ﷺ کو پہچان کر جواب دے گا جب انہوں نے یہ جواب مجھ سے سنا تو فرمایا خوب بچے خوب جواب یہی ہے اور کوئی جواب نہیں۔

تلقین میت

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میری خالہ صاحبہ کا انتقال ہوا میں نے اس کے لڑکے کو سمجھایا کہ جس وقت لوگ قبر برابر کرکے واپس آجائیں تو تم قبر پر بیٹھ کر اپنی والدہ صاحبہ کو متوجہ ہو کر کہنا

کہ ابھی تجھ سے سوال ہوگا لہذا جس طرح اپنی زندگی میں کلمہ شریف پڑھتی تھی اسی طرح پڑھنا چنانچہ میرے خالہ زاد بھائی نے اسی طرح تلقین کی دوسری رات خالہ صاحبہ مرحوم کسی کو خواب میں ملیں اور فرمایا کہ میرے بیٹے کو اس کے شیخ نے جس طرح فرمایا تھا اس طفیل مجھے اللہ تعالیٰ نے ثابت قدم رکھا اور نکیرین کے سوال کا جواب باصواب دیا اور کامیابی ہوئی۔

اپنی خبر لو

فرمایا ایک دفعہ ہم تونسہ شریف حاضری کے لئے (پانی کا نالہ) سے گزر رہے تھے میرے ساتھ نور شاہ زماں بھی تھا اس وقت پل نہیں تھا پانی میں سے گزرنا پڑتا تھا جب پانی کا نالہ کے درمیان پہنچے تو پانی کا ریلا آیا میرے پاؤں اکھڑ گئے میں نے نور زمان شاہ کو الوداعی سلام کہا اور غوطے کھانے لگا نور زمان شاہ نے آواز دی کہ حوصلہ رکھو میں پہنچتا ہوں اتنے میں عالم غیب سے دو تراک آئے جنھوں نے مجھے سہارا دیا میں نے نور زمان شاہ کو آواز دی کہ اپنی خبر لو میری فکر نہ کرو دونوں آپس میں کسی اجنبی زبان میں باتیں کر رہے تھے مجھے کنارے تک پہنچا کر غائب ہو گئے۔

کاغذ کا ادب

ایک دن غریب نوازؒ فرمانے لگے کہ دوران تعلیم میرے ہم سبق ساتھیوں نے میری عدم موجودگی میں یہ فیصلہ کیا کہ آج ہمارا پڑھنے کو جی نہیں چاہتا لیکن چونکہ آپ سبق کے زیادہ پابند ہیں روکنے سے بھی نہیں رکیں گے لہذا کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے تا کہ آج سبق نہ پڑھا جا سکے بالآخر انہوں نے وہ طریقہ ایجاد کر ہی لیا جونہی میں سبق پڑھنے کے لئے کمرے سے باہر نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ استاد محترم کے کمرے تک کاغذ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں میں انہی کاغذ کے ٹکڑوں کو چننے میں مصروف رہا یہاں تک کہ سبق کا وقت ختم ہو گیا آپ کاغذ پر قدم بالکل نہیں رکھتے تھے تا کہ بے ادبی نہ ہو کیونکہ یہ علم کا

آلہ ہے اسی طرح کتابوں کا بے پناہ ادب کرتے تھے ان کی طرف کبھی ٹانگ پھیلا کر نہ لیٹے اور نہ کبھی پشت کرتے راستے میں پڑے کاغذ اٹھا کر دیوار میں ٹھونس دیتے۔

ڈبہ آگے ہوگا

فرمایا میں پھوپھی صاحبہ کو ساتھ لے کر تونسہ مقدسہ سے واپس آرہا تھا کوٹ سلطان کے سٹیشن پر گاڑی کے انتظار میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ مائی صاحبہ بھی ساتھ ہیں سیٹ کا بندوبست کیسے ہوگا؟ اسی دوران کسی نے آواز دی کہ سیکنڈ کلاس کا ڈبہ آگے لگے گا میں مائی صاحبہ کو ہمراہ لے کر تھوڑا آگے جا کر رکا تو اتنے میں گاڑی آگئی اور وہ ڈبہ ہمارے قریب آکر رکا میں پہچان گیا تھا کہ آواز حضرت حامد تونسویؒ کی تھی۔

ساوی کھالے

حضرت شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ساوی رنگ کی گھوڑی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ غیور اور پیار کرنے والی گھوڑی تھی ایک دفعہ خواجہ معظم الدین سیالوی صاحب نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا تو اس کی آنکھوں سرخ ہو گئیں میں نے خواجہ صاحب کو پیچھے ہٹ جانے کا کہا لیکن انھوں نے اسے پھر پچکارا تو گھوڑی نے ان کی قمیض دانتوں میں لے پھاڑ دی پھر فرمایا ایک دفعہ ایک دفعہ بیماری میں علاج کے لئے اسے تمبا کو کھلانے لگے تو اس نے نہ کھایا میں نے کہا (ساوی کھالے) تو میری طرف دیکھ کر کھانے لگی فرمایا اس میں وفا تھی حیا اور غیرت تھی۔

زیارت شیر خدا رضی اللہ عنہ

حفظ قرآن پاک کے دوران ایک دن حضرت شیخ الاسلام سیالوی رحمتہ اللہ علیہ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص سفید لباس جس پر کوئی خاص سفر کے آثار بظاہر نہیں آتے تھے جناب کے پاس تشریف فرما ہو گئے چند

لمحے بعد جناب نے عرض کی کہ میں آپ کے لئے مشروب بنوا کر لاتا ہوں اجنبی مسافر نے کہا آپ پڑھیے لیکن آپ مشروب بنوانے کے لئے گھر تشریف لے گئے واپسی پر حضرت ثالث خواجہ محمد ضیاء الدین سیالویؒ نے پوچھا کہاں گئے تھے اور یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا حضور ایک مسافر جو نہایت ہی وجیہہ صورت کا مالک ہے ان کے لئے پانی لینے گیا تھا حضرت ثالث نے فرمایا وہ مسافر چلے گئے ہیں جانتے ہو وہ کون تھے؟ عرض کی نہیں حضرت ثالث غریب نوازؒ نے فرمایا وہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجھہ تھے۔

بوئے کباب کیوں آئی

فرمایا میں بالکل نو عمر تھا اور دیوان حافظ کا مطالعہ کر رہا تھا (حضرت خواجہ شمس الدین نام اور حافظ تخلص اٹھویں صدی ہجری ایران کے شہر میں پیدا ہوئے ۷۹۱ء کو وفات پائی فارسی کے بڑے شاعر تھے) اور دوران مطالعہ میرے اندر سے بھنے ہوئے گوشت کی بو آتی تھی اور پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ صرف دیوان حافظ اور اس کی پسندیدہ غزلوں کا تصور آتا تو یہی کیفیت رونما ہونے لگی اسی دوران حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت مولانا محمد امین صاحب ٹکوچیؒ نے کہا ابھی تمھارے دیوان حافظ پڑھنے کا وقت نہیں اس کا پڑھنا ترک کر دو حالانکہ میں نے ان کو بلکہ کسی کو بھی اپنے مطالعہ یا اس کیفیت کی اطلاع نہیں دی تھی۔

شان سلیمانی کا نقش

ایک مرتبہ تونسہ شریف حاضری کی سعادت نصیب ہوئی حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی صاحبؒ اور حضرت غلام سدید الدین مرولوی صاحب اور آپ کا لاہور مریدین کا تب حضرات بھی روضہ اقدس میں حاضر تھے کہ اس دوران روضہ اقدس کے دروازہ پر حضرت شیخ الاسلام بھی آپہنچے وہ کیفیت الفاظ میں بیان

نہیں ہوسکتی صرف وہی لوگ آندازہ کر سکتے ہیں جواس وقت موجود تھے اس حالت کو بیان کرنا مشکل ہے آپ کی دستار مبارک آپ کے گلے میں بطور رسی ڈال کر حضرت خواجہ نصیر الدین مہاروی نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی اور آگے آگے چل رہے تھے اور وقت شیخ الاسلام اور عظیم روحانی پیشوا اور لاکھوں مریدین کا مرکز عقیدت بارگاہ سلیمانی میں اس انداز سے حاضر ہو رہا تھا جب حاضرین کی نظر آپ پر پڑی تو سب کی بے اختیار چیخیں نکل گئیں اور ہر ایک زار وقطار رونے لگ گیا شان سلیمانی کا تصور لوگوں کے ذہنوں پر نقش ہو رہا تھا۔

استاد کا ذکر

حضور شیخ الاسلام قدس سرہ فرماتے ہیں ایک دفعہ والد گرامیؒ سفر پر جانے کے لئے تیار تھے گھوڑے اور سامان سفر باہر پڑا تھا احباب ان کی نگرانی کر رہے تھے مولانا محمد حسین صاحب آئے اور حضرت ثالث صاحب کی موجودگی میں آپ کے گھوڑے کی لگام سے مجھے سخت مارا (شہید حریت مولانا محمد حسین صاحب ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوئے دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف میں مسند تدریس پر فائز ہوئے تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا ے مئی ۱۹۲۷ء کو وفات پائی) والد گرامی دیکھ کر خوش ہوئے کہ الحمدللہ میرے بچے کے مربی تربیت اور تادیب دونوں سے کام لیتے ہیں مولانا نے حکم دیا ہوا تھا کہ نماز باجماعت ہو ایک دفعہ میں جماعت سے رہ گیا مجھے بلا کر فرمایا کہ صاحبزادے تم جماعت سے نماز نہ پڑھو گے تو اور بھی نہ پڑھیں گے طلباء کی موجودگی میں چھڑی سے مارا کہ جس کا نشان بازو پر آخر تک رہا فرمایا کہ استاد کی مار باعث برکت اور سراپا سعادت ہے

احترام والدہ ماجدہ

ایک دفعہ لاہور میں کسی قریب ترین عزیز کی بیماری پر تشریف لائے دن بھر مریض کے پاس رہے شام

ہوئی تو واپس سیال شریف جانے کا اصرار کیا اور آپ تشریف لے گے اور دوسرے دن پھر اجازت والدہ سے آ کر بیمار عزیز کی تیمارداری کے لئے تشریف لائے حضرت والدہ محترمہ کے ہر دفعہ یعنی حاضری اور واپسی کے وقت پاؤں چومتے تھے والدہ ماجدہ کو بھی اس عظیم سر کے تقدس کا پورا پورا احساس تھا وہ فرماتیں مجھے گناہ گار نہ کرو۔

کمسن شہزادوں کی خوشی

ایک دفعہ عرس مبارک کے موقع پر خانوادہ سلیمانی کے دو کمسن شہزادے قدم رنجا ہوئے جن کی عمریں پانچ چھ سال سے زیادہ نہیں ہوگی آپ ان کو خوش رکھنے کے لئے ہر فرمائش پوری کر رہے تھے کہ انھوں نے کندھے پر اٹھا کر بازار لے جانے کی فرمائش کر دی حضرت شیخ الاسلام نے بلا چوں وچرا اس فرمان کو سعادت سمجھ کر پورا کیا جب بازار میں پہنچے تو انھوں نے دوڑنے کا حکم دیا عرس مبارک کا موقع مریدین اور معتقدین کا ہجوم ہے اور ادھر شیخ الاسلام اپنے شیخ طریقت کے عشق و مستی کا انمٹ نقش حاضرین کے دلوں پر نقش کر رہے ہیں اور اپنی شخصیت اور خداداد عظمت کو ان نونہالوں کے تعمیل ارشاد میں روکاوٹ نہیں بننے دیتے۔

قوال کی خدمت

حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک قوال دربار شریف پر عرس مبارک کے موقع پر حاضر ہوا حقہ نوشی کا عادی تھا اور بینائی بھی کمزور تھی آدھی رات کو اٹھ کر باہر پھر رہا تھا اور حقہ نہ ملنے کی وجہ سے سخت بے قرار تھا حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز گھر سے باہر تشریف لائے سردی کا موسم میں اس قوال کو باہر پھرتے ہوئے دیکھا سلام فرمایا اور باہر پھرنے کا سبب دریافت کیا اس نے آپ سے نام اور پتہ پوچھا آپ نے فرمایا بس غلام ہوں فرمائے حکم کیا ہے؟ اس نے کہا بس تم لوگ غلام غلام کا لفظ بولنا

جانتے ہو مجھے حقہ نہ ملنے کی وجہ سے سخت پریشانی ہے اس کا انتظام کرو تب سمجھوں گا تم غلام ہو نازش دوران حضرت خواجہ محمد قمر الدینؒ وقتی طور پر سوچ میں پڑ گئے کہ اس وقت حقہ کہاں سے دستیاب ہو دربار عالیہ پر تو اس کا نام ونشان نہیں مل سکتا تھا فوراً خیال آیا کنوئیں پر چلتے ہیں کسی سے مل جائے گا ایک کنوئیں پر پہنچے حقہ پایا جب اس پر ہاتھ رکھا تو اس کا مالک دوڑتا ہوا حاضر ہوا حضور والا: آپ اور حقہ اور وہ بھی اس وقت فرمایا ایک عزیز ترین مہمان ہے اور مجھے حقہ تیار کرنا آتا نہیں لہذا اس کا تمبا کو وغیرہ درست کردو اور تیار کر کے میرے حوالے کردو اس نے تیار کر کے ہمراہ چلنے اور پہنچانے کے لئے بہت اصرار کیا مگر آپ نہ مانے خود اٹھا کر اس قوال کے پاس لائے اس کو اپنی قیام گاہ پر بٹھایا اپنے ہاتھ سے حقہ پکڑا رکھا تھا جب وہ دو چار کش لگا چکا اور ہوش وحواس بحال ہوئے تو شکریہ ادا کیا پتہ اور نشان پوچھنے لگا آپ نے کافی پہلوتہی کی مگر جب اس کا اصرار حد سے بڑھا تو فرمایا مجھے قمر الدین کہتے ہیں وہ بچارہ قدموں پر گر پڑا اور معذرت کرنے لگا جب تونسہ مقدسہ پہنچا تو حضرت خواجہ نظام الملت والدینؒ سے صورت حال عرض کی آپ نے اپنے مریدین اور متعلقین کو جمع کر کے فرمایا لوگ پہلے زمانے کے مریدین کے قصے اور نیاز مندی وعقیدت کے عجیب واقعات کا ذکر کرتے ہیں آؤ میں تمہیں اس دور کے مرید کی شان عقیدت اور نیاز مندی کا نمونہ بھی دکھلاؤں۔

نبی کریم ﷺ کا ہاتھ مبارک پھیرنا

حدیث پاک کے درس کے دوران جبکہ تمام اساتذہ کرام اور طلباء حاضر تھے اور مجلس خانہ ہی میں شیخ الاسلامؒ بذات خود درس دے رہے تھے فرمایا چونکہ مکان بھی پاک ہے درس بھی پاک ہے تمام حاضرین بھی باطہارت ہیں لہذا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں یہ کہ میں مشکواۃ شریف پڑھتا تھا ایک کمرہ میں سویا ہوا تھا محبوب کبریا ﷺ اسی کمرہ میں تشریف لائے میں عرض کیا یا رسول ﷺ یہ حدیث پاک آپ ہی کا

ارشاد ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کیا اس کا راوی ابو ہریرہ ہے یہ الفاظ بھی آپ ﷺ نے پنجابی زبان میں فرمائے عرض کیا یا رسول ﷺ حدیث کا معاملہ ہے مجھے یاد نہیں دوبارہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا انس بن مالک سے روایت ہے میں نے پھر مودبانہ عرض کیا اور سر بھی جھکا یا حدیث پاک کے متعلق کس طرح احتیاط کے بغیر عرض کر دوں چنانچہ آپ ﷺ نے اسی طرح چند صحابہ کرامؓ کے اسماء گرامی لئے اور فرماتے رہے یہ حدیث فلاں سے رویت ہے فلاں سے ہے علی ہذا القیاس بالاخر میرے سینہ پر اپنا داہنا دست اقدس پھیرا جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ حدیث پاک بیان کرتے وقت اس صحابی کا نام لینا ضروری ہے جس سے روایت ہو کیونکہ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو نجوم (ستارے) ہدایت فرمایا جن کی اقتدار موجب ہدایت ہے حضرت غریب نواز نے محبوب کبریا ﷺ کے دست اقدس سینہ پر پھیرنے کا نقشہ دیکھاتے ہوئے اپنا داہنا ہاتھ اپنے سینہ مبارک پر پھیر کر دکھایا کہ اس طرح حضور ﷺ نے پھیرا تھا۔

روحانی مقام کی بلندی

حضرت خواجہ غلام فخر الدینؒ نے بتلایا کہ بعض امور میں مجھے شکوک وشبہات رہتے اور حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی روحانی عظمت پوری طرح میرے دل میں نقش نہیں ہوئی تھی میں سویا ہوا تھا خواب میں دیکھا کہ پاک پتن شریف کا آستان عظمت نشان ہے اور روضہ مبارک کا اوپر والا حصہ خالی ہو چکا ہے اور یہ خبر گرم ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی پالکی مبارک عنقریب روضہ شریف میں اترنے والی ہے چنانچہ وہ ساعت سعید آ پہنچی اور پالکی کو روضہ مطہرہ کیا اندر اترتے دیکھا ابھی دروازے بند تھے اور اعلان ہوا کہ آپ آرام فرما رہے ہیں لہذا اندا آنے کی اجازت نہیں ہے تھوڑی دیر بعد بہشتی دروازہ کھلا میں بلا اجازت اندر داخل ہو گیا دیکھا کہ رسالت مآب ﷺ چار پائی پر محو استراحت ہیں اور سفید چادر ڈال رکھی ہے چار آدمی آپ کے پاؤں مبارک دابا رہے ہیں جن میں سے ایک حضرت شیخ الاسلام تھے جب میں اندر

داخل ہوا تو آپ نے سرناز کو بلند فرمایا مگر پاؤں مبارک اسی طرح دراز تھے ابروؤں کے اوپر ہاتھ مبارک رکھ کر مجھے غور سے دیکھا اور میں نے خیال کیا کہ میری یہ جسارت آپ ﷺ کو پسند نہیں آئی میں واپس لوٹنے لگا تو حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا بھائی فخر الدین تو بیٹھ جا اس دن معلوم ہوا کہ آپ کو بارگاہ حبیب ﷺ میں اس قدر رسائی حاصل ہے۔

جواز کا قائل

فرمایا میں پہلے ڈھول بجانا درست نہیں کہتا تھا مولوی صاحب حافظ سدید الدین سجادہ نشین مرولہ شریف کی شادی پر ہم گئے وہاں خواب میں دیکھا کہ محبوب کبریا ﷺ اپنے امتیوں کو بخشوا کر جنت میں لے جا رہے ہیں اور ساتھ ڈھول بج رہا ہے اور مجھے فرماتے ہیں قمر الدین اپنے مریدوں کو سنبھال لیا ہے دیکھنا کوئی رہ نہ جائے جب میں بیدار ہوا تو اسی مولوی صاحب کی شادی کا ڈھول بجوایا اس دن سے اس کے جواز کا قائل ہوں بلکہ عدم جواز کا قول کرنا صحیح نہیں ہے (شارح مسلم شریف غلام رسول سعیدیؒ نے جلد ۳ میں معنی خیز ڈھول پر بحث کی اور جواز کا قول دیا)۔

شیخ نے دودھ پلایا

فرمایا کہ ایک بار ہم تیس آدمیوں کو تونسہ شریف جاتے ہوئے پیاس کی شدت نے نڈھال کر دیا ریگستانی علاقہ، گرمی کا موسم اور پانی کا کہیں نام ونشان نہ تھا دور ہی ایک اونٹنی والا دیکھا اس کے پاس جا کر ہم نے پانی طلب کیا کہنے لگا میرے پاس تو پانی بالکل نہیں ہے ہم نے کہا کہ ایک گلاس کے بدلے پانچ روپے لے لے اور پانی دے دے لیکن اس نے پانی رکھنے والی چھاگل اوندھی کر کے دکھائی کہ پانی ختم ہو چکا تھا پھر بتایا کہ وہ دور جو درخت نظر آ رہا ہے اس کے پرے ایک ٹیلہ ہے امید ہے اس ٹیلہ کے پاس پانی ہوگا اگر وہاں نہ ہوا تو اتنا ہی آگے دور فاصلے پر دوسرا ٹیلہ آئے گا وہاں ضرور پانی مل جائے گا لیکن وہ کڑوا

اور کھاری ہوگا پہلے ٹیلہ پر ظہر کے وقت ہم پہنچ گئے لیکن وہاں پانی نہ پایا اور ساتھیوں نے آگے چلنے سے ہمت ہار دی میں نے کہا جس طرح بھی ہو سکے ضرور آگے چلیں گے بالاخر چل دیے دوسری جگہ شام کے وقت ہم پہنچے تو نہایت ہی کڑا اور کھاری پانی ملا کیونکہ گھوڑوں نے بھی منہ لگاتے ہی فوراً ہٹا لئے بالکل پینے اور منہ لگانے کے قابل نہ تھا گویا اس میں کئی گناہ مگنیشیا حل کیا ہوا تھا مجبوراً رات میسر کرنے کے لئے اس جگہ قیام کر دیا کیونکہ اب رات بھی چھا چکی تھی اور سواریوں کو بھی چلنے کی طاقت نہ رہی تھی میں نے بالکل ظاہراعیاناً دیکھا کہ میرے شیخ ومرشدؒ (خواجہ محمد حامد تونسوی رحمتہ اللہ علیہ) ایک گڑوا دودھ کا ہاتھ میں لئے ہوئے تشریف لائے اور مجھے عطا فرمایا ساتھ ہی فرمایا کہ مجھے خیال آیا ہے کہ مولوی صاحب دودھ کے دلدادہ ہیں جا کر پلا آؤں تھوڑی دیر بعد غائب ہو گئے بعد میں کسی ساتھی نے ہاتھ دھونے کے لئے وہ پانی استعمال کیا اور خیال تھا کہ اپنی چادریں بھگو کر اوڑھ لیں گے رات میسر ہو جائے گی شاید اسی خیال سے اس نے کلی کر لی پانی کو شربت کی طرح میٹھا پایا جب دوسروں کو بتایا تو پہلے تو کسی نے تسلیم نہ کیا بار بار اصرار پر چکھا گیا تو واقعی میٹھا پایا اب خود پیا گھوڑوں کو پلایا اور استعمال میں لائے۔

گھبرا کیوں گئے

ایک سفر کا واقعہ بیان فرمایا کہ اپنی پھوپھی جان کے ساتھ ایک اسٹیشن پر ریل گاڑی پر سوار ہوتا تھا جب ریل گاڑی پہنچی تو جلدی سے ایک خالی ڈبہ میں پھوپھی صاحبہ کو بٹھا کر دروازہ بند کر دیا تا کہ کوئی غیر آدمی داخل نہ ہو کیونکہ وہ ڈبہ لیڈیز (خواتین) کا نہیں تھا جب گاڑی دوسرے اسٹیشن پر رکی تو کسی افسر کے ملازمین نے سامان وغیرہ اٹھایا ہوا تھا دروازہ کو دھکیلا میں نے کہا مستورات کی وجہ سے دروازہ بند کر دیا ہے کسی دوسرے ڈبہ میں چلے جاؤ یہ سن کر وہ کھڑے ہی تھے کہ ان کا آفیسر عملہ اور چند ملازمیں کے ساتھ آ گیا اور بڑے رعب سے کہا دروازہ کھولو۔ میں نے کہا دروازہ نہیں کھولوں گا تم کسی دوسرے ڈبہ میں

چلے جاؤ یہاں مستورات ہیں وہ بولا یہ ڈبہ مستورات کا نہیں انہیں لیڈیز ڈبہ میں لے جائیں اسے جواب دیا کہ مستورات کو ایک ڈبہ سے اتارنا اور دوسرے میں لے جانا تکلیف دہ ہے تم ہی کوئی دوسرا ڈبہ تلاش کر لو اس طرح کی گفتگو میں گرما گرم بحث ہونے لگی آپ نے فرمایا کہ میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ عزت کے معاملہ میں مجھے لڑنا پڑا تو لڑوں گا کہ اتنے میں میرے پیر حضور غریب نواز حضرت خواجہ محمد حامد تونسویؒ تشریف لائے خدا کی قسم مجھے عالم بیداری میں دن دیہاڑے ملے اور صورت بھی ظاہری تھی فرمایا کیوں گھبرا گئے ہو یہ تو لیڈیز کا ڈبہ ہے میں نے عرض کیا غریب نواز لیڈیز کا ڈبہ نہیں ہے انھوں نے فرمایا دیکھوں تو سہی لیڈیز کا ڈبہ ہے جب میں نے دروازہ پر دیکھا تو لیڈیز لکھا ہوا تھا اور وہ آفیسر ساتھیوں سمیت پیچھے ہٹنے لگا اور انھوں نے منہ کی کھائی ناکام واپس چلے گئے یہ واقعہ جناب خواجہ محمد حامدؒ کی وفات کے بعد کا ہے۔

مرشد چھٹی لونڑ دی

آپؒ سے تاریخ پیدائش کے بارے پوچھا گیا؟ تو فرمایا گرمی کا موسم تھا ۱۹۰۶ء ماہ جمادی الاول کا شاید پہلا ہفتہ تھا موافق ۱۳۲۴ھ میرے حضرت صاحب تونسہ شریف میں حضرت خواجہ کریم تونسویؒ کے عرس پر تشریف لے گئے تھے اور وہاں تونسہ شریف ہی میں انہیں مبارکباد پیش کی گئی جب آپ واپس تشریف لائے تو فرمایا میرے بچے کا پنگھوڑا میرے پاس لاؤ آپ نے چادر بھگو کر اوپر رکھی تاکہ گرم لو سے بچاؤ ہو جب خوشی کی مبارکباد دینے والی آنے لگیں تو اس موقع پر نٹ بھی آئے ثانی صاحب فرمایا یہاں علماء آئیں گے برابر محسوس کریں گے لہذا تم لوگ یارے پاولی کے گھر درخت کے سایہ میں چلو اپنا کام دکھاؤ بناؤ میں بھی آجاؤں گا چنانچہ وہاں نٹوں نے اپنا کام شروع کیا ایک نٹ نے دوسرے کو کہا پیر کی تعریف سناؤ اس نے یہ شعر پڑھا

مرشد رتی نور دی میرے من وچ برس رہی

جاگ لگی دودھ جمیا میں کیتا رب صیحی

دوسرے نے کہا

مرشد چھٹی لونڑ دی میرے اتے آ پئی

اودے ہلایاں ہلے ناہیں وچ بیڑی بڈ گئی

اس دوسرے شعر پر ثانی صاحب (حضور خواجہ محمد دین صاحبؒ) کو وجد آیا پھر مولانا محمد ذاکر صاحب بگویؒ آئے تو انہیں بھی اس دوسرے شعر پر وجد آ گیا جب مولانا کی کیفیت وجد دور ہوئی تو یہاں محمد عبداللہ صاحب (میرے چچا جی) بیٹھے تھے انھوں نے استفسار فرمایا کہ پہلے شعر پر وجد آنا چاہیے تھا اس کی بجائے دوسرے شعر پر کیوں آیا کیونکہ اُس میں نور کا ذکر تھا اور قلب پر نور کا نازل ہونا بیان کیا گیا دوسرے شعر میں یہ بیان نہیں مولانا نے جواب دیا دوسرے شعر میں عشق نمک کی چھٹی کی طرح وزنی ہے جو اوپر آ پڑے انسان کو ادھر ادھر حرکت نہیں کرنے دیتا اور نفسیات و تکبر کو فنا کر دیتا ہے۔

روضہ رسول ﷺ کا ادب

فرمایا میں نے پہلی مرتبہ حاضری دی تو میرے ساتھ ان کا قاضی القضاء مناظرہ کے لئے لایا گیا مناظرہ سے پہلے عبدالوہاب نامی مولوی صاحب نے مجھے کہا کہ آپ پر تو بھاری مصیبت آ چکی ہے کیونکہ قاضی القضاۃ کے سامنے آپ جب لاجواب ہو گئے تو آپ کی گردن ماردی جائے گی میں نے کہا اس سے زیادہ رحمت اور کیا چاہتا ہوں کہ مدینہ منورہ میں شہید ہو کر یہیں دفن ہوں چنانچہ قاضی القضاء نے آتے ہی کہا تم ہو جو بعد از نماز قبلہ سے رخ پھیر کر روضہ انور کی طرف رخ کر کے بیٹھتے ہو اس سوال سے اس کا اعتراض یہ تھا کہ کعبہ شریف سے زیادہ تم روضہ رسول ﷺ کا احترام کرتے ہو میں نے اسے جواب دیا کہ ہم نماز تو

بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں جب نماز سے فارغ ہو جائیں تو روضہ انور کی طرف متوجہ ہو کر
درود پاک پڑھتے ہیں کہنے لگا اتنے اہتمام کے ساتھ متوجہ ہونا ہو تو مسجد نبوی کی طرف ہونا چاہیے بجائے
اس کے تم روضہ انور کی طرف متوجہ ہوتے ہو حالانکہ حدیث پاک ہے (لاتشدوالرحال الا الی ثلاثۃ
مساجد) اس میں مسجد حرام، مسجد اقصی اور مسجد نبوی ﷺ ان تینوں مساجد کی طرف ہی سامان باندھ کر
اہتمام سے جانے کی انسان کو اجازت ہے ان کے سوا باقی تمام کی تعظیم کی نفی ثابت ہے میں نے جواب
دیا کہ یہ حدیث تو نے اس شخص کے سامنے پڑھی ہے جو تجھ دس سال حدیث شریف کا درس دے سکتا ہے
یہ سنتے ہی نجدی غصہ سے آگ بگولا ہو گیا آپ فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا اس غصہ کو اور زیادہ کروں تو
اسے مخاطب ہو کر کہا انتم (الحفاۃ العراۃ العالۃ رعاء الشاۃ) تم ہی ہو جن کے متعلق نبی کریم ﷺ نے پیش
گوئی فرمائی تھی کہ ننگے پاؤں، ننگے جسم والے۔ بھوکے لوگ، بکریوں کے چرواہے قیامت کے قریب
بڑے بڑے مکانوں اور منصوبوں پر فخر کریں گے۔ یہ سن کر تو اس کا غصہ کی انتہا نہ رہی خوب لال پیلا ہوا
لیکن اسے زیادہ ابھرنے کا موقع نہ دیا بلکہ اس کہا کہ تم اپنے آپ کو حنبلی مذہب بتاتے ہو حالانکہ تمہیں
امام احمد بن حنبلؒ کی کتابوں سے واقفیت نہیں انتم تنحلون الی مذہب الحنابل ولا تعلمون کتبھم وما ذا فی
کتبھم دیکھو مسند امام احمد بن حنبل میں اس حدیث کی وضاحت یوں کی گئی ہے لاتشد الرحال الی المسجد من
المساجد الا المساجد الثلاثۃ جس کا مطلب ہے کہ کسی ایک مسجد سے دوسری مسجد کی طرف جانے کا ارادہ ہو تو
صرف ان تینوں مسجدوں میں سے کسی ایک کی طرف جا سکتے ہو اور جو مطلب تم نے سمجھا ہوا ہے اس سے تو
پھر انسان کو عرفات میں جانا اور اس طرف سامان باندھنا بلکہ جہاد کے لئے جانا تجارت اور دوسرے اہم
امور کے لئے بھی جانا ممنوع ہو جاتا ہے یہ سنتے ہی اپنے ساتھیوں کو قاضی القضاء نے کہا یہ آدمی بہت خطر
ناک ہے اسے کچھ نہ کہو جو کرتا پھرے نہ چھیڑو چنانچہ ہم جتنے دن تک مدینہ منورہ میں رہے کھلے دل سے
چوکھٹ پاک کا بوسہ دیتے و دیگر شعائر اللہ کی تعظیم بغیر کسی جھجک کے خوب دل کھول کر کرتے رہے کسی

کومنع کرنے کی مجال نہ ہوئی۔

دستار گر گئی

آپ نے فرمایا ایک بار لاہور میں داتا گنج بخشؒ کے دربار عالیہ والی مسجد میں ہم بیٹھے تھے ایک مشہور مناظر آریہ سامنے آ کر بیٹھ گیا اس نے بہت بڑی دستار باندھی ہوئی لوگوں نے بتایا یہ آریہ مذہب کا آدمی ہے بڑے بڑے علمائے کرام کے ساتھ بحث کرتا ہے اور بہت ہی تنگ کرتا ہے کسی سے لاجواب نہیں ہوا۔ وہ میری طرف متوجہ ہو کر بولا کہ مسجدوں پر یہ شعر کیوں لکھا جاتا ہے؟

چراغ و مسجد و محراب و منبر ابوبکر و عمر و عثمان و علی

مجھے یہ تو یقین ہو گیا کہ اس شعر کا ترجمہ اور معنی تو یہ شخص جانتا ہے لیکن اس کا مقصد کوئی اعتراض کرنا ہے۔ بہر صورت اسے بتایا کہ مختلف مسلک والوں نے اپنی اپنی مساجد بنائی ہوئی ہیں شیعہ، اہل حدیث وغیرہ کی مسجدوں سے امتیاز کے لئے اہل سنت مسلمان اپنی مساجد پر لکھ دیتے ہیں تا کہ اس شعر کے دیکھتے ہی نئے لوگوں کو معلوم ہو جائے یہ اہل سنت اور خلفاء راشدینؓ کے غلاموں کی تعمیر شدہ ہے دوبارہ کہنے لگا میرا دل تسلیم نہیں کرتا اسے کہا گیا تیرا دل تسلیم کرے یا نہ کرے جواب تو دے چکا ہوں لیکن بار بار تکرار و اصرار کرتے ہوئے کہنے لگا محمد ﷺ کا اظہار شان تو بجائے خود بلکہ اس شعر سے ان کی تنقیص شان ہے کیونکہ جو تعریف صحابہ کرام کی طرف منسوب ہے در حقیقت وہ آپ ﷺ کی چاہیے تھی اس کو بتایا گیا کہ یہ شعر محبوب خدا ﷺ کی شان اقدس میں لکھے ہوئے قصیدہ سے لیا گیا ہے جس میں اللہ تعالی کی حمد وثناء کے بعد سرکار دو عالم ﷺ کی عظمت وشان کا اظہار مفصل ہے مذکورہ شعر صحابہ کرام کی تعریف میں ذکر کیا گیا ہے صرف اس شعر کا مساجد پر لکھنے کا مقصد امتیازی صورت کے لئے حسب ضرورت ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ منکر صحابہ کرامؓ کی یہ مسجد نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی اور رسول ﷺ کا انکار تو وہ نہیں کرتے ان کی

مساجد بھی ہوتی ہیں کہنے لگا میری تسلی نہیں ہوئی۔آپ نے فرمایا اس وقت میں نے دیکھا ایک نورانی شعاع داتا صاحبؒ کے روضہ انور سے نکلی اور سیدھی میرے قلب پر آئی فوراً مسکت جواب میرے دل میں آیا نہایت کشادہ قلبی اور وضاحت کے ساتھ بتانا شروع کر دیا کہ دیکھ قبائل عرب کی حالت محبوب کبریا علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل کس قدر ابتر ہو چکی تھی ظلمت وضلالت کی انتہا تک نہ رہی تھی ضد و ہٹ دھرمی، کبر ونخوت، بغض وعداوت جیسے امراض میں پھنسے ہوئے تھے معمولی معمولی باتوں پر بیسوں سال ان کی آپس میں جنگیں رہتی تھیں ان قبائل میں بعض کو محبوب کبریا علیہ وسلم ذات اقدس نے چراغ جیسا روشن ورہنما بنا دیا کسی کو مسجد جیئ شان بخشی کسی کو محراب اور منبر کا مالک بنا دیا جو آنے والی نسلوں کے مقتدر اور پیشوا ہوئے یہ شان اسی رسالت مآب محبوب کبریا علیہ وسلم ہی کی نہیں تو اور کس کی ہے یہ سنتے ہی وہ آریہ مذہب والا اپنی پشت کے بل گرا اس کی دستار بھی گر گئی اپنے آپ کو سنبھال کر اٹھا اور کہنے لگا یہ جواب آج مجھے نصیب ہوا ہے پہلے کسی نے دیا اور نہ ہی کسی سے میں نے سنا واقعی اس شعر میں درحقیقت محمد علیہ وسلم ہی تعریف ہے۔

توجہ سے مسئلہ حل

فرمایا میرے شیخ کا القاء اور کرامت عجیب واعلیٰ درجہ کے تھے عقیدت مندی تو اپنی جگہ ہے لیکن اس کے علاوہ بیان کرتا ہوں ایک مرتبہ تونسہ شریف مسجد چینی میں آپ مریدوں کو درود شریف کی تسبیح پڑھنے کا حکم فرما رہے تھے کہ یہ پڑھیں اللھم صل علی محمد و بارک وسلم لیکن میرے دل میں خیال آیا کہ اگر لفظ سیدنا محمد ہر دو مرتبہ میں فرماتے تو اچھا ہوتا۔ابھی اسی خیال ہی میں تھا کہ دوبارہ آپ نے اللھم صل علی سیدنا محمد و بارک وسلم پڑھ کر پھر میری طرف متوجہ ہوئے میں ادباً سر جھکایا تو اسی وقت علم معانی کا مسئلہ بھی دل میں آیا کہ اگر موصوف کو کسی صفت کے ساتھ متصف نہ کیا جائے تو مطلقاً تمام اوصاف کی طرف منسوب کر دیا

جائے تو حصر وانحصار کی صورت میں ہو کر باقی تمام صفات سے علی وجہ الاتم متصف ہونا بعید ہو جاتا ہے یہ مسئلہ درحقیقت میرے شیخؒ نے بذریعہ توجہ میرے دل میں القاء فرمایا۔

محبوب کے پڑوسی

آپ نے فرمایا کہ جب ہم پہلی بار زیارت حرمین شریف کیلئے حاضر ہوئے تو ایک سپاہی کو مدینہ منورہ میں دیکھا ایک مدنی صاحب کو چابک مار رہا تھا میں نے تیزی سے وہاں پہنچ کر اس کا چابک جب اس نے مار نے کیلئے بلند کیا تو اسے اوپر سے ہی پکڑ لیا۔ اس نے خوب زور لگایا ادھر ادھر گھومتا ہوا اچھلتا کودتا رہا مگر میں نے چابک نہ جھوڑا جب وہ عاجز آ گیا تو اسے تنبیہ کی اور خوب سرزنش کی یہ لوگ محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑوسی ہیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مقدس شہر میں رہائش پزیر ہیں اور تو ان کو تکلیف دیتا ہے جب اپنی طاقت وقوت خوب لگانے کے باوجود وہ عاجز ہو کر جھک گیا تو میں نے چابک بھی چھوڑ دیا۔

پیارا تحفہ

مدینہ منورہ سے جب ہمارے الوداع ہونے کا وقت آیا تو امیر المومنین سیدنا حضرت عثمانؓ کی ڈیوڑھی سے ایک آدمی نکل کر دوڑتا ہوا آ رہا تھا مجھے دور سے باآواز بلند بلایا (حاجی ٹھہریے) میں ٹھہر گیا تو اس نے اپنے دامن سے گنبد خضرا کی بجری نکال کر مجھے دی اور کہا یہ تمھارے لئے تحفہ لایا ہوں میں نے ہدیہ پوچھا تو جواب دیا کہ بغیر ہدیہ کے ہے صرف آپ کی خاطر لایا ہوں میں نے وہ تحفہ نہایت فرط محبت وخوشی سے حاصل کیا۔

عجز و نیاز

حضرت شیخ الاسلام والمسلمینؒ نے فرمایا کہ دیول والے پیر صاحب میری مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے اور کہا کہ آج فلاں بزرگ ہے میں نے کہا آج بزرگ وہ ہے جو نفاق سے محفوظ ہو اور ایمان بھی سلامت لئے ہوئے ہو ہم اور آپ اگر ایمان لے کر گئے تو لاکھ کمایا کہنے لگے آخر زمانہ میں بزرگ رہتے تو ہیں جواب دیا وہ ملک شام میں ہوں گے اب تو یہ معاملہ ہو گیا ہے کہ مسلماناں در گور و مسلمانی در کتاب یعنی سچے مسلمان قبروں میں اور مسلمانی صرف کتابوں میں۔

دو وصیتیں یاد رکھنا

آپؒ نے سنت مطہرہ پر عمل کرنے کی تاکید کی کہ مسلمان سرکار دو عالم ﷺ کی سنت کی پوری طرح اتباع کریں تو غیر مسلم اقوام ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی آپ نے سامعین کو وصیت فرمائی کہ تم میں سے جو شخص بھی میرے وصال کے وقت موجود ہو اس کو دو کام کرنے ہوں گے (۱) اول یہ کہ میری قبر میں میرے چہرے کے ساتھ مسواک رکھنا جس سے بارگاہ ایزدی میں عرض کروں گا خدایا تیرے محبوب ﷺ کی سنت پر عمل کرتا رہا ہوں۔ (۲) دوسری بات یہ ہے کہ میری قبر پر اذان کہنا فرمایا قبر پر اذان کے منکر کے ساتھ میری گفتگو ہوئی تھی جسے جواباً میں نے کہا کہ وحشت ناک ہے جہاں کوئی تسکین دینے والا اور ہمنوا و مددگار نہ ہوگا نیز دنیا والی کشادگی یعنی ہوا اور فضا وغیرہ سے بھی محرومی ہوگی اور نکیرین کے سوال کے وقت شیطان کا حربہ بھی سامنے ہوگا تو اس وقت شیطانی کے حربہ سے محفوظ رکھنے والا عمل صرف اذان ہے کیونکہ حدیث پاک ہے کہ شیطان جب اذان سنتا ہے تو اتنا بھاگتا ہے کہ اس کی ریح خارج ہو رہی ہے اور نکیرین کے سوالات کے مکمل جوابات اذان کے کلمات طیبات میں موجود ہیں جن کو سنتے ہی جواب ذہن نشین ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر جو تسکین کا باعث ہے وہ بھی اذان ہے پھر اہل قبر کو اس سے زیادہ کونسی

فرحت وخوشی ہوگی جبکہ مشکل سے مشکل مقام پرنہایت ہی اندوہ ناک حالات میں ہواوراس کا سخت ترین مرحلہ آن کی آن میں حل ہوجائے احادیث میں وارد ہے کہ آفات وبلیات ومصائب کا دفعیہ اذان ہے دوران گفتگو فرمایا کہ ایک دفعہ میں پیر مہر علی شاہؒ کی مزاج پرسی کے لئے گولڑہ شریف گیا تو حضرت عبداللہ صاحبؒ (چچا) نے میری طرف اشارہ کرکے پیر صاحب سے کہا انھیں کچھ تلقین فرمائیں پیر صاحب نے کیمیائے سعادت کے مطالعہ کی ہدایات کی۔میں نے جواباً کہا شاہ صاحب میں تو مزاج پرسی کے لئے آیا ہوں۔کیمیائے سعادت خواجہ شمس العارفینؒ کے روضہ مقدسہ کے کبوتر بھی پڑھتے ہیں پھر فرمایا دنیائے طریقت میں اپنے پیر کے علاوہ کسی اور سے فیض لینا جرم تصور ہوتا ہے تب یہ شعر پڑھا۔

آئینہ نیست دل کہ دہد جا بہر کسے

ایں پارہ عقیق بنام تو کندہ شد

یعنی دل شیشہ نہیں کہ ہر کسی کو جگہ دے یہ عقیق کا ٹکڑا ہے اور تیرا نام نقش ہے

نفل شروع کردیے

حضرت خواجہ محمد عبداللہ صاحبؒ جو حضرت خواجہ محمد ضیاء الدینؒ کے برادر حقیقی تھے ان کے وصال کے بعد حضرت شیخ الاسلامؒ نے فرمایا مجھے چچا جان خواب میں ملے میں نے دریافت کیا کہ جناب قبر میں کیا گزری۔جواب دیا جیسے ہی قبر میں آیا دیکھا کہ میرے اردگرد بہت سے فرشتے آگئے ہیں جن سے بعض مہیب اور ڈراؤنی شکل کے تھے ان کو دیکھا کر میں نے نماز نفل شروع کردی اور قرات قرآن میں مشغول ہوگیا جب میں نماز سے فارغ ہوا تو کوئی ایک بھی موجود نہ تھا۔

ان پُنی چائے

فرمایا مولوی شریف حسین شاہ مرحوم بڑے بلند مرتبہ والا ولی اللہ تھا اسے چارپائی پر اس حالت میں پڑے

ہوئے میں نے دیکھا ہے کہ ایک پاؤں نیچے لٹکا ہوا آنکھیں پھیری ہوئیں بے حس وحرکت پڑا ہوا تھا بالکل فوت ہو چکا تھا میں نے بلایا مولوی جی کیا کیئے ہوئے ہو؟ یہ الفاظ سنتے ہی فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کہا بالکل ٹھیک ہوں حالانکہ خدا کی قسم وہ یقیناً بالکل فوت ہو چکا تھا فرمایا ایک بار ہمارے گھر والے مکانات کے پیچھے جا کر روشن دان سے گھر والوں کو باآواز بلند کہا یہ تو پُنی ہوئی چائے پیتے ہیں اور قمرالدین صاحب اَن پُنی چائے پی رہا ہے جب ہم دوسرے تیسرے روز گھر آئے تو گھر والوں نے دریافت کیا فلاں تاریخ فلاں وقت آپ کہاں تھے اور کیا شغل اس وقت تھا تو میں نے کہا سر کی شریف میں ایسی دن فلاں وقت چائے پی رہا تھا پھر پوچھا چائے کس طرح تھی؟ تو بتایا کہ اچھی تو تھی لیکن اَن پُنی تھی۔

مرنے کے بعد جہاد

ایک دفعہ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جب ہندوستان سے جنگ شروع ہوئی (۱۹۶۵ء) تو میرے حضرت صاحب (والد ثالث غریب نواز) خواب میں مجھے گھوڑے پر ملے اور فرمایا ہم جہاد پر جا رہے ہیں تم بھی مکمل تیاری کر کے آؤ میں نے پوچھا غریب نواز پاکستان والے دین اسلام کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے ان کی طرف سے جہاد کیسے ہو سکتا ہے جواب دیا کہ مسلمانوں کے سر چھپانے کی جگہ تو ہے۔

غازی مرید حسین شہیدؒ

فرمایا راولپنڈی سے چکوال کے راستہ پر ہم آرہے تھے غازی مرید حسین شہید مرحوم کی مزار راستہ سے سات میل کے فاصلہ پر موضع پھلہ میں ہے بالکل غیر آباد جگہ ہے غازی صاحب مرحوم قوم کے کھوٹ اور نسلاً قریشی تھے انھوں نے انگریز کے زمانہ میں ایک سکھ کو قتل کیا تھا جب کہ اس سکھ نے سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخ کی تھی تو انھوں نے تلوار لے کر اس کو قتل کر دیا انگریز کا زمانہ تھا اس کے بدلہ میں انگریز حکومت نے انہیں شہید کر دیا غازی صاحب چاچڑاں والے مولوی صاحب کے مرید تھے انھوں

نے اس کی مزار بنوائی وہاں مسجد بنوائی کنواں کھدوایا اور درخت وغیرہ لگوائے جو دلکش منظر تھا چونکہ وہاں آبادی نہیں تھی رات گزارنا آرام کرنا پسند آیا۔

ایک جملہ میں کمال

فرمایا مولانا صاحب (استاد محترم معین الدین اجمیریؒ) بعض اوقات ہمیں عربی ترجمہ کے لئے عبارات یا چند جملے لکھوا دیتے ہم تین ساتھی ہوتے تھے ایک مولانا منتخب الحق صاحب دوسرے مولانا عبدالغفور صاحب اور تیسرا میں۔ ایک مرتبہ ایک جملہ لکھ کر دیا تا کہ اس کی عربی بنالاؤ۔ ہم علیحدہ ہو کر بیٹھے تو میں نے جلدی جلدی اس کی عربی بنائی اور فوراً مولانا کے سامنے حاضر ہوا مولانا نے سمجھا ابھی تو عربی ترجمہ اس نے نہیں کیا فوراً فرمایا جاؤ جاؤ اس کی عربی بنالاؤ تو میں نے عرض کیا یہ دیکھیں کچھ تو میں بنالایا ہوں لکھا اَلْحَمِیم مِن یدالحمیم ابرد من الثلج (دوست کے ہاتھ سے گرم پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے) پہلے حمیم کا معنی ہے گرم پانی اور دوسرے حمیم کا معنی دوست گھرا جب مشترکہ الفاظ کو جملہ میں ہر دو معنی کے لئے استعمال کیا ہوا مولانا نے پڑھا تو میرے دوسرے ساتھیوں کو بلایا اور فرمایا منتخب الحق؟ ادھر آؤ تم کیا عربی بناؤ گے بنانے والے یوں بناتے ہیں بہت تحسین کی بعد میں ایک بار میں نے دیکھا دیوان صاحب کے پاس بیٹھے اسی جملہ کا ذکر فرما رہے تھے اور وہاں بھی تحسین فرمائی۔

ایمان کی کمزوری

فرمایا ایک دفعہ میں اپنے شیخؒ کی خدمت میں تونسہ شریف چینی مسجد میں آپ کے ایک طرف کونہ میں بیٹھا تھا آپ کی مجھ پر مہربانی اس قدر ہوتی تھی کہ اپنے اور میرے درمیان کسی قسم کا حجاب و پردہ نہ آنے دیتے تھے ایک شخص حاضر ہوا عرض کی غریب نواز دعا فرمادیں کہ میں مالدار ہو جاؤں میرے دل میں خیال آیا کہ اتنی بزرگ ہستی کے پاس آ کر یہ دنیا طلب کر رہا ہے تو آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ہاں دنیا

طلب کرنا ایمان کی کمزوری ہے۔

بچوں کا کھیل

آپ نے فرمایا پہلے پہل مجھے کتابوں کے مطالعہ کا بہت شوق تھا لہذا صدرہ (فلسفہ کی کتاب) وغیرہ کا اکثر مطالعہ کیا کرتا تھا ایک دفعہ میرے غریب نواز خواجہ میاں محمد حامد صاحب نے مجھے خواب میں فرمایا کہ یہ کیا بچوں کے کھیل کے پیچھے لگ گئے ہو یہ کتابیں تو ہمارے نزدیک الف با تا کے ہجے ہیں اور بچوں کے کھیل کی حیثیت رکھتے ہیں چھوڑ وان کو بلکہ کام کرو۔

خواب میں زیارت

حضرت شیخ الاسلام والمسلمینؒ روضہ شریف میں حاضری دینے کے لئے تیار تھے فرمایا مجھے سیدنا حضرت علیؓ نے خواب میں فرمایا تھا کہ حاضری روزانہ دیا کرو (دربار پیر سیال) اس وجہ سے روضہ شریف کی حاضری میں فرض سمجھتا ہوں (حکم شیر خداؓ سے مروی ہے) آپ نے فرمایا مندرجہ ذیل شعر سیدنا حضرت علیؓ کی توجہ کے لیے کثرت سے پڑھنا چاہیے تعداد کا اندازہ محبت پر موقوف ہے۔

بگیسوئے شہید کربلا و روئے گلگونش

گرہ از کار ما شیر خدا مشکل کشا بکشا

ہتھیلی پر بال

فرمایا محمد امین صاحب ٹکو چیؒ جو تصوف میں میرے استاد تھے بہت بڑے بزرگ صاحب کرامت تھے میرے سامنے انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہتھیلی پر بال نہیں اُگائے اس میں کئی حکمتیں ہیں جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ عموماً انسان ہاتھ سے کھاتا ہے تاکہ نفرت نہ ہو عورت آٹا گوندھتی ہے یا اسی طرح

کے دوسرے کاروبار میں ہتھیلی کا صاف ہونا مناسب تھا اگر وہ چاہے تو قادر ہے اب بھی بال ہتھیلی پر اگا سکتا ہے یہ بیان کرتے کرتے مولوی صاحب نے اپنی دائیں ہتھیلی کو بائیں پر رگڑی تو بالکل صاف تھی فرمایا مولانا صاحب باتیں بھی کرتے رہتے اور اللہ ہو کا ذکر سانس سے جاری رہتا تھا (یہ سیال شریف دادا باغ مدفون ہیں)۔

ادب مسجد

بوقت ظہر جامع مسجد سیال شریف میں حضور غریب نواز نماز ادا فرما رہے تھے قاری غلام احمد صاحب نے آپ کے خادم حکیم محمد خان ساکن دھلہ سے آپ کے جھنگ والے مکان جو کہ زیر تعمیر تھا کا نقشہ پوچھا تو حکیم صاحب نے مسجد میں نقشہ کھینچ کر مجھے بتانا شروع کر دیا حضور نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ کیا کر رہے ہو حکیم صاحب نے عرض کیا کہ مکان کا نقشہ بتا رہا ہوں تو آپ نے غضب ناک ہو کر فرمایا مسجد میں؟ گویا دنیاوی باتیں مسجد میں کیوں ہو رہی ہیں اور خدا کے گھر میں اپنے مکانوں کا ذکر کیوں ہو رہا ہے
۔

مرید کی حالتیں

حافظ اللہ بخش صاحب نائب مدرس مدرسۃ الحفاظ کو آپ نے فرمایا کہ میری طرف سے معظم دین صاحب کی مزاج پرسی کر آؤ انہیں بولنا کہ علالت کی وجہ سے میں خود نہیں آ سکتا جب حافظ صاحب مزاج پرسی کر کے واپس آئے اور خیریت کی خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ میرے غریب نواز فرمایا کرتے تھے مرید کئی قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک تو مثل تیر کے ہوتا ہے حکم ملتے ہی تیر کی مانند دوڑ گیا اور پھر واپسی کے لیے دوسرا آدمی بھیجنا پڑا جو اسے لایا (۲) ایک مرید کا نام صاحب ہوتا ہے اسے جب حکم ملا تو اس نے دوسرے آدمی کو بھیج دیا خود صاحب بنا رہا۔ (۳) تیسرا اکلی جو حکم دیا وہی کام کیا دوسرے کام کا خیال نہ کیا اور کہا

صرف یہی کام بتایا تھا وہی کیا ہے (۴) جوگی حکم سنتے ہی عذر بنانے لگ گیا کہ یہ کام تو فلاں وجہ سے نہیں ہوسکتا فلاں آدمی اس طرف گیا ہوگا وہاں جانے کی ضرورت نہیں وغیرہ وغیرہ (۵) ایک مرید سنگھ ہوتا ہے پیر کے پیچھے پیچھے پھرتا رہا ہے کوئی کام نہیں کرتا محض نشان قدم پر چلتا ہے ہر قسم کے مریدوں میں ان میں کوئی نہ کوئی عادت موجود ہوتی ہے۔ آخر فرمایا اصلی مرید وہ ہوتا ہے جس کو شیخ نے فرمایا اٹھ چلیں تو فوراً اٹھ کھڑا ہوئے یہ نہ پوچھے کدھر چلیں جو مرید اتنا بھی پوچھے کہاں جانا ہے؟ تو اسے ساتھ نہ لے جاؤ۔

اپنے پیر کا فیض

فرمایا کہ ایک دفعہ میں سلطان باہوؒ کے مزار پر گیا کسی قسم کی تواضع ظاہر نہ کی صرف فاتحہ شریف بخش کر واپس باہر آگیا اور چوکھٹ بوسی بھی محض اس لئے نہ کی کہ تواضع وانکساری اپنے مشائخ عظام کی حاضری میں کرنا بہتر ہے رات کو وہیں رہا خواب میں دیکھا سلطان العارفین مرحوم کے مزار پر انوار میں میرے حضرت قبلہ والد صاحبؒ تشریف فرما ہیں صبح کو اس نیت سے حاضری دے کر توضع اور خاک بوسی کا اظہار کیا کہ اپنے حضرت کی قدم بوسی کررہا ہوں فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ فیض جہاں سے بھی حاصل ہو وہ اپنے پیرومرشد کی مرضی سے ملتا ہے بلکہ خود اپنا شیخ ہی دیتا ہے اگر بیت اللہ شریف میں بھی جا کر فیض حاصل کرے گا تو اپنے پیر کے طفیل ملے گا بعض اوقات اولیائے کرام اپنی نماز بیت اللہ شریف جا کر پڑھتے ہیں لیکن بظاہر مریدوں کے پاس ہوتے ہیں یہ واسطہ بارگاہ رب العزت میں ایسا ہے کہ میں جہاں بھی حاضری دیتا ہوں یہ دعا مانگتا ہوں کہ میرا پیر مجھ پر راضی ہوجائے۔

ٹھنڈی ہوا

فرمایا اگر مجھے ہیر معاف فرمائے تو میں اس کی کرامت بتاتا ہوں ایک دفعہ قریشی نور زمان میرے ساتھ تھا جب کہ ہم نے ایک ہندو کا ٹانگہ لے کر ہیر کے روضہ پر جانے کا ارادہ کیا وہاں پہنچ کر ٹانگے والے سے کہا

اڑھائی بجے رات کی ریل پر سوار ہونا ہے ہمیں آ کر وقت مقررہ پر لے جانا مسجد میں سامان رکھ کر نورزمان کو وہاں سامان کے پاس بٹھایا اور میں ہیر کے روضہ میں گیا ساون کا مہینہ تھا سخت گرمی اور حبس تھا اور ہوا کا نام ونشان تک نہ تھا جب اندر داخل ہوا تو اوپر سے خلا ہے چھت بالکل نہیں ہے تاہم دیواروں کے اندر گرمی ہی گرمی تھی رات کا وقت تھا سرہانہ کی طرف بیٹھ کر سورۃ ملک پڑھنا شروع کر دی اچانک اندر سے مزار والے غلاف کو اس طرح حرکت ہوئی جیسے کوئی اہتمام سے ہلاتا ہے غلاف کے نیچے سے ہوا نکلی جو چاردیواری کے اندر زور زور سے چلنے لگی نہایت خوشبودار ٹھنڈی اور راحت بخش ہوا چلتی رہی یقیناً بہشت کی ہوا تھی طبیعت پرسکون ہوگئی اطمینان سے ختم شریف پڑھ کر باہر نکلا تو بالکل ہوا نہ تھی یقین ہوا کہ اندر کی ہوا مزار والی تھی جب نورزمان قریشی کے پاس پہنچ کر اسے کہا کہ اب تو جا کر ختم شریف پڑھ آ تو اس نے اندر جاتے ہی فوراً باہر منہ نکالا اور پوچھا اندر تو ہوا ہے اور یہ کیسی ہے میں نے کہا تو ختم پڑھ یہ کیا پوچھتا ہے۔

ترغیب سنت

فرمایا آج ہر قسم کا فساد برپا ہے حضور ﷺ کی سنت کی پرواہ تک نہیں کرتے یاد رکھو قبر سے باہر کسی نے نہیں آنا انسان ہزار بار آہ وزاری کرے گا مجھے ایک لحظہ کے لئے خدایا دوبارہ واپس بھیج دیا جائے تو میں تیرے دین پر عمل کروں گا تیرے رسول ﷺ کی اطاعت کروں گا سوائے نیک اعمال کے کچھ بھی نہیں کروں گا لیکن اس وقت کی آہ وزاری، آرزو اور تمنا بے سود ہوگی اب وقت ہے اسے غنیمت جانو شعائر اللہ اور شرائع اسلامیہ کا پاس ولحاظ رکھو سابقہ گناہوں سے تائب ہو کر ان کی معافی مانگو اپنی آنکھوں سے آنسو بہا کر قلبی قساوت اور نافرمانیوں کی سیاہی دھو لو حدیث پاک ہے من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شھید جس نے میری سنت کو فساد امتی کے وقت مضبوط پکڑا اس کے لئے سو شہید کا اجر ہے (مشکواۃ

شریف، رواہ البیہقی)

قانون کے خلاف

فرمایا مسلم لیگ کی تحریک کے موقع پر جب ہم گرفتار ہوئے تو ہمارے پاس جیل خانہ میں ایک کپتان آیا قدرتاً میں اس وقت نسوار کھینچ رہا تھا مجھے کہنے لگا یہاں نسوار کھینچنا قانون کے خلاف ہے میں نے جواباً کہا ہم تمھارے کس قانون کے ماتحت یہاں آئے ہیں پہلے بھی تمھارے قانون کو توڑ انسوار کی ڈبیا اسے دکھا کر کہا یہ کھینچ رہا ہوں اب کسی اور بند کمرے میں بھیج دیں وہ غریب لا جواب ہوگیا۔

مدینہ نہیں چھوٹے گا

فرمایا زیارت حرمین شریفین کے موقع پر جبکہ پہلی بار مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوئی تو ایک بزرگ مغرب کے علاقہ سے روضہ اقدس کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھے لوگ ان کی زیارت کے لئے آرہے تھے اور دعا منگواتے تھے میں بھی دعا منگوانے کے لئے حاضر ہوا دل میں یہی تمنا تھی کہ محبوب کبریا ﷺ کی محبت عطا ہو اور اس بزرگ کو عرض کیا میرے لئے دعا مانگیں وہ دعا مانگ کر کافی وقت روضہ شریف کی طرف متوجہ رہے اور بعد میں فرمایا کہ تجھے جناب محمد ﷺ کی محبت نصیب ہوجائے گی اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ میں نے یہ تمنا دل ہی میں رکھی ہوئی تھی ظاہر نہیں کی تھی فقط دعا کے لئے مطلق کہہ دیا تھا لیکن انھوں نے خوشخبری ظاہر فرما دی ان کے پاس اندلس کے علاقہ کے ایک قاضی صاحب موجود تھے میں نے اس بزرگ کو دعوت دی کہ میرے ہاں تشریف لائیں ساتھ قاضی صاحب جن کا نام قاضی ابوبکر لبنانی تھا ان کو بھی دعوت دے دی جب دو صاحبان میرے پاس تشریف لائے اور کھانا تناول فرما کر واپس ہونے لگے تو قاضی صاحب نے مجھے فرمایا کہ الوداعی وقت مجھے مل کر جانا ان دنوں عوام وخواص کے لئے وہاں رہنا دشوار تھا حکومت کی طرف سے اعلان ہو چکا تھا کہ جو لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں واپس چلے جائیں ہمارے

پاس بھی حکومت کا حکم نامہ لے کر ملازم لوگ آ گئے میں نے کہا یہاں چالیس نمازیں میں ضرور ادا کروں گا
۔انہوں نے کہا تمہیں ضرور جانا پڑے گا انھوں نے وہاں سے جانے پر بڑا اصرار کیا جس پر ہمارے
چند ساتھی اور دوسرے حاجی صاحبان بھی جو ہمارے علاقہ کے تھے ان کی تنگی ترشی دیکھ کر چلے آئے لیکن
میں نے کہا آخر مار ہی دیں گے اس سے زیادہ کیا کر سکتے ہیں اور اگر ہمیں یہاں موت بھی میسر ہو جائے
تو اس سے زیادہ ہم کیا چاہتے ہیں یہ کہ کر وہیں رہے اور کہا چالیس نمازیں مکمل ادا کئے بغیر مدینہ منورہ
نہیں چھوڑوں گا علاوہ ازیں حکومت کی طرف سے ایک اشتہار شائع میرے پاس موجود تھا جس پر لکھا ہوا
تھا کہ حدیث پاک ہے جو شخص مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرے گا میں اس کا شفیع ہوں گا وہ اشتہار
میں نے ان لوگوں کو دکھا کر کہا تم ہی نے تو یہ اشتہار شائع کیا ہے جس میں رسول ﷺ کا ارشاد اقدس ہے
اور اس پر عمل کرنے سے تم ہی لوگ روکتے ہو اور شفیع المذنبین علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت سے محروم
رکھنے کے درپے ہو میں نہیں جانتا انھوں نے کہا پھر روزانہ دو ریال فی کس ادا کرنا ہوں گے میں نے کہا
ہمارے پاس جتنی رقم ہے وہ پوری کر لینا اگر کم ہو تو بقیہ کے عوض ہمیں قید کر لینا جب ہماری چالیس
نمازیں مکمل ہو گئیں تو قدرتاً اس روز جمعرات تھی انھوں نے پھر آ کر کہا اب تو چالیس نمازیں تمھاری پوری
ہو گئیں ہیں کیوں نہیں جاتے میں نے کہا کہ یہ تو ہم نے نہیں کہا تھا کہ چالیس سے زائد نمازیں نہ پڑھیں
گے آپ عجیب مسلمان ہیں ہمیں مدینہ منورہ میں جمعہ نصیب ہو رہا ہے اور اس سے محروم رکھنا چاہتے ہو ہم
جمعۃ المبارک چھوڑ کر کیسے چلے جائیں مدینہ منورہ کا جمعہ ہم قطعاً نہیں چھوڑیں گے بالآخر جمعۃ المبارک کی
نماز پڑھ کر وہاں سے روانگی کی تیاری کی لوگ مدینہ شریف کے بازار ہی سے موٹروں پر سوار ہو رہے تھے
میں کہا ہم تو مدینہ منورہ شہر کی حدود سے باہر جا کر سوار ہوں گے چنانچہ جب اس مقدس شہر سے کافی دور
نکل آئے تو کیا دیکھتے ہیں وہی قاضی صاحب لبنانی ہماری انتظار میں موٹر کے پاس ہی کھڑے تھے
انھوں نے مجھے ایک سند عطا کی جو مسلسل فانا احبک سے موسوم ہے اور یہ حدیث مبارکہ قاضی صاحب نے

تلاوت فرمائی اور (انا احبک) کے الفاظ فرمائے (عن معاذ بن جبل قال اخذ بیدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی لاحبک یا معاذ فقلت وانا احبک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا تدع ان تقول فی کل صلاۃ رب اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک) (سنن نسائی، سنن ابی داؤد) جب مکہ مکرمہ میں حاضری دی تو وہاں ایک شیخ حرمین شریفین کے جو عمر ہمدان نام رکھتے تھے اور شیخ الحرمین مشہور تھے ملے انھوں نے بھی مجھے سند بالاولیت فرمائی اور سند بالاولیت وہ ہوتی ہے جس نے سند دینے والے سے پہلی حدیث سنی اسے وہ سند دی گئی۔

ولی اللہ کون

فرمایا بعض لوگ پیروں کے لباس میں ہوتے ہیں دراصل خود جاہل اور ناواقف لوگوں کو بھٹکاتے ہیں ایک شخص بہت بزرگ مشہور تھا لوگوں کی آمدورفت اس کے ہاں کافی تھی اتفاقاً اس کے ساتھ میری ملاقات ہوگئی ویسے تو میں اپنے پیروشیخ کے سوا کسی کے پاس جانا شرک فی الطریقت سمجھتا ہوں لیکن اتفاقیہ صورت میں اس سے ملا وہ میری آمد سن کر خلاف معمول استقبالیہ صورت میں اوپر والے مکان سے اتر کر میری طرف آیا کیونکہ وہ کسی کے لئے اٹھتا نہیں تھا ملاقات ہونے پر کہنے لگا بعض لوگ شریعت کو سختی کے ساتھ پکڑتے ہیں حالانکہ اصل معاملہ قرآن وحدیث کے علاوہ ہے جو عوام کو معلوم نہیں میں نے جواب دیا قرآن وحدیث کے علاوہ محض جہالت ہی ہے اور شریعت اقدس قرآن پاک اور حدیث شریف کا نام ہے اور انہی میں پائی جاتی ہے میں نے تیری شہرت سنی تھی لیکن تو نفسانی خواہشات کا شکار ہے اس کے بعد مرید میری ان باتوں کو سن کر منہ چڑھاتے رہے لیکن زبان سے کچھ نہ کہہ سکے بغیر سلام کئے میں وہاں سے چلا آیا۔

چند الزامات کا جواب

آپؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ عطاء اللہ شاہ بخاری نے تونسہ شریف دوران تقریر کہا کہ جب پیروں کی خاطر مرید کھڑے ہوتے ہیں تو ان کے استقبالیہ قیام کی وجہ سے پیروں کے نفس موٹے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی پیر لوگ مشرک ہو جاتے ہیں آپ فرماتے ہیں میں نے حضرت خواجہ گل محمد صاحب تونسویؒ سے اس کو جواب دینے کی اجازت لے کر کہا اول تو یہ بتاؤ قیام مرید کریں مشرک پیر ہو جائیں یہ تو نہایت آسان و عجیب طریقہ مشرک بنانے کا ہے اس طریقہ سے تو تجھے بھی مشرک بنانا آسان ہو گیا کہ تمھاری آمد پر ہم چند آدمی کھڑے ہو جائیں گے تو بھی مشرک ہو جائے گا۔ دوسرا یہ کہ کیا تو نے حدیث مبارکہ آج تک نہیں پڑھی جو ترمذی شریف میں موجود ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ حاضر خدمت ہوئے تو حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا (قوموا الی سیدکم) اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اگر یہ شرک ہے تو سرکار دو عالم ﷺ نے کیوں فرمایا کہنے لگا تمہیں معلوم ہے (قوموا) کا صلہ الیٰ آیا ہے میں نے کہا کس کے سامنے بات کر رہے ہو جس کی تمام عمر نحو پڑھنے میں گزری کیا تمہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ قوموا کا صلہ ہمیشہ الیٰ ہی ہوا کرتا ہے اور کوئی بھی نہیں پھر کہنے لگا ایک پیر تھا چلہ میں رہتا تھا نکلنے کا ایک دن مقرر کیا ہوا تھا اس کے استقبال کرتے اس کا نفس موٹا ہوتا ایک مرتبہ کسی نے تمام کو روک دیا تو وہ موقع پر حاضر نہ ہوئے جب چلہ سے باہر آیا لوگوں کو نہ پایا تو غم میں آکر مر گیا دیکھئے اس مرتبہ نفس کا کام نہ بنا تو مر گیا میں نے کہا اول تو یہ ہے کہ روایت تمھاری من گھڑت ہے باسند بات نہیں بلکہ لغو ہے اگر باسند ہے تو کہاں سے نقل کی ہے یا پڑھی ہے وہ بالکل خاموش کھڑا رہا مبہوت ہو گیا۔ بالفرض تسلیم بھی کر لیں تو اسے مرنا ہی تھا کیونکہ جب اس نے دیکھا کہ یکا یک تمام لوگ بے ادب و گستاخ بن گئے اور بے ادبی ان میں رچ

بس گئی کوئی ایک بھی تہذیب والا نہ رہاتو پھر مرتا نہ تو اور کیا کرتا جسے اتنا غم لاحق ہوا کہ شیطان نے اہل اسلام پر اپنا منتر و جادو چلا کر تمام کو گمراہ کر دیا ہے تو وہ کیوں نہ مرتا پھر کہا اس طرح کی باتیں میرے پیر خانہ پر آ کر کہتا ہے۔

آپ کا غلام ہوں

ایک شخص نے قدم بوسی کرنے کے بعد دریافت کیا غریب نواز آپ نے پہچانا ہے؟ فرمایا ابھی تک میں نے اپنے آپ کو نہیں پہچانا (تجھے کیا پہچانو) عرض کی غریب نواز آپ کا غلام ہوں کوئی وظیفہ فرما دیں تاکہ مصیبتیں دور ہو جائیں آپ نے استفسار فرمایا جو وظیفہ پہلے بتایا تھا وہ پڑھتا ہے جواب دیا جی ہاں فرمایا شاباش اب نماز مغرب کے بعد تین تسبیح یارحمٰن کی بھی پڑھتے رہیں اور اشراق و تہجد کے نفل نہ چھوڑیں خدا تعالیٰ تجھے توفیق دے اور مجھے بھی تاکہ ان نوافل پر ہمیشگی کر سکیں

ذات الٰہی کی تجلیات

بعد از نماز عشاء حضور غریب نواز دار العلوم ضیاء شمس الاسلام میں تشریف فرما تھے آپ نے بجلی کے بلب کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ روشنی پر پروانے بسبب عشق و ذوق آتے ہیں یہ روشنی شاید ان کی قبلہ ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیاوی روشنیوں کو ذات باری تعالیٰ کی تجلیات سمجھ کر اسی ذات کی طرف میلان جاتا ہے اور یہ پروانے اسی ذات کی تجلی سمجھ کر روشنی پر حاضر ہوتے ہیں اڑتے پھرتے، چکر لگاتے گر جاتے ہیں خوش دلی سے اپنی جان آفرین کے سپرد کرتے ہیں مگر واپسی کا نام تک نہیں لیتے (لا یعلم جنود ربك الاهو) تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا مذکورہ بالا آیت کی تلاوت فرمائی قدرے توقف کے بعد دو زانو ہو کر پلٹ کر بیٹھ گئے اسم یا وَدُودُ کا ورد شروع کر دیا تقریباً ستر بار پڑھ کر فرمایا کہ اس اسم باری تعالیٰ کو آبادی سے بڑا تعلق اور نسبت ہے جہاں آبادی نہ ہو یا نئی عمارت بن رہی ہو اور

وہاں یہ اسم پڑھا جائے تو کثرت عمارات ہوتی ہیں چنانچہ فرمایا کہ شہر سرگودھا جہاں واقع ہے یہ جگہ بالکل سنسان تھی پرانے اور معمر لوگ بتاتے ہیں کہ یہاں ایک مجذوب رہتا تھا اور اسم یا وَدُودُ کو بکثرت پڑھتا تھا استاد مولوی محمد امین ٹکوچی نے فرمایا ایک بار میں وہاں سے گزرا اور میرے پاس قرآن مجید تھا وہ مجذوب میرے پاس آیا قرآن مجید لے کر چومتا اور روتا رہا کہتا جارہا تھا کہ یہ اللہ کا کلام ہے سبحان اللہ کیسے اللہ والے لوگ گزرے ہیں۔

رکھ لے

ایک عورت اپنا بچہ اٹھائے ہوئے حاضر ہوئی ایک روپیہ (دو اٹھنیاں) کھڑے کھڑے آپ کے سامنے پھینک دیں اور ساتھ ہی کہا یہ روپیہ ہے اس جاہلہ عورت کا یہ انداز دیکھ کر تمام حاضرین حیران تھے پھر اپنے بچہ کی شفایابی کے لئے حضور سے دعا کے لئے عرض کیا آپ نے دعا فرمائی اور جب آپ کے نذر بردار صوفی چوہدری ظفر صاحب گوندل نے وہ اٹھنیاں اٹھائیں تو آپ نے اسے نذرانہ سے ایک روپیہ دینے کا اشارہ کیا چوہدری صاحب نے وہی اٹھنیاں پیش کیں تو فرمایا میں نے روپیہ کہا ہے کوئی اور دے چنانچہ ایک روپیہ کا نوٹ صوفی صاحب کو دیا کہ اس عورت کو دے دو اور اسے کہنا برکت کے لئے یہ روپیہ گھر میں رکھے (سبحان اللہ کریم ابن کریم کا کرم)۔

حجامت کا خیال

گل محمد حجام صاحب نے بتایا کہ میں جمعہ کے دن حضرت شیخ الاسلام کی حجامت کے لئے حاضر ہوتا مگر آپ کبھی مطالعہ میں اور کبھی حاضرین کی التجائیں سننے میں مصروف رہتے اور میں انتظار کرتے کرتے تھک جاتا اور کبھی بغیر حجامت بنائے واپس جانا پڑتا میں نے دل میں پختہ ارادہ کرلیا کہ اب اس وقت ہی حاضر ہوں گا جب آپ بلائیں گے تقریباً دو جمعے گزر گئے حجامت بہت بڑھ گئی نہ آپ کی اس طرف توجہ

ہوئی اور نہ میں حاضر ہوا رات کو خواب میں حضرت محمد ضیاء الدین صاحبؒ (یعنی والد محترم شیخ الاسلام) کی زیارت ہوئی آپ نے بڑے غصہ اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا گل محمد قمر الدین کو تو اس طرف توجہ نہیں ہوتی آخر تو اتنا بے حس کیوں ہو گیا اور تجھے ان کی بڑھی حجامت کا خیال کیوں نہیں آتا۔

پیر مرید کا تعلق

ایک دفعہ آپ نے پیر و مرید کا آپس میں تعلق بیان فرماتے ہوئے حضرت محبوب الٰہی اور حضرت امیر خسرو کا ذکر فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان شاہانہ مغلیہ کے شہزادوں کی قبریں ہیں جب سلطنت مغلیہ کا زوال آیا اور اسی خاندان کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر نے اپنی سلطنت کے زوال کے آثار دیکھے تو حضرت کریم تونسویؒ کو عرض کیا غریب نواز کرم فرمائیں یہ ملک ہمارے ہاتھ میں رہے آپ نے ارشاد فرمایا مذکوران موصوف اولیاء اللہ جو پیر و مرید کی نسبت رکھتے ہیں ان کے درمیان سے دوسری قبروں کا حجاب دور کر دے تو زوال نہیں آئے گا اس نے عرض کی یہ تو نہیں ہو سکتا میں نے اپنے باپ دادوں کی ہڈیوں کو کیسے بے ٹھکانا بناؤں چنانچہ تقدیر الٰہی کے ماتحت خاندان مغلیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا آپ نے فرمایا جب میں نے دہلی میں جا کر دونوں مزاروں کی حاضری دی تو ایک دھاگا لے کر محبوب الٰہیؒ اور حضرت امیر خسروؒ کی قبروں کے درمیان بطور تعلق ظاہری کے باندھ دیا اور عرض کی غریب نواز ظاہری تعلق جو اسباب ظاہری سے میری طاقت میں تھا قائم کر دیا یہ محض میری عقیدت اور تسکین قلبی تھی لیکن جب گھر واپس پہنچا تو انگریز یہاں سے نکل گئے ملک غیر مسلموں کے ہاتھوں سے آزاد ہو گیا۔

تہجد کا طریقہ

ایک بار ایک آدمی نے نماز تہجد پڑھنے کا طریقہ دریافت کیا حضور غریب نواز نے فرمایا اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو پچھلی رات کو اٹھ کر بعد از وضو دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھے اور بعد میں دو رکعت نماز نفل

پڑھے پہلی رکعت میں بارہ دفعہ قل شریف دوسری میں گیارہ دفعہ پھر دو رکعت اسی طرح نیت کرے پہلی میں دس قل شریف دوسری میں نو دفعہ علی ھذا القیاس بارھویں رکعت میں ایک بار قل شریف بعد از سورۃ فاتحہ پڑھے نیز فرمایا میرے حضرت صاحب نے آخری بار تہجد کا طریقہ اسی طرح فرمایا تھا جبکہ آپ بیمار تھے اور اس مرض میں وصال فرمایا آپ نے فرمایا پچھلی رات انسان کو شیطان جاگنے نہیں دیتا لیکن چاہیے کہ جب جاگے اور اٹھنے کا خیال کرے شیطانی خیال آئے تو نفس کو کہے کہ تجھے دوپہر سونے کا موقع دوں گا اسی طرح خیال کرتا اٹھ کھڑا ہو۔

کھرل قوم کا غلام

ایک پیر بھائی قوم کا کھرل حاضر ہوا آپ نے فرمایا میں تو کھرل کی قوم کا غلام ہوں خواجہ بدرالدینؒ (حقیقی بھائی) نے فرمایا کہ جو کھرل صاحباں کو لے گیا تھا اس کے متعلق کیا خیال ہے؟ تو آپ نے فرمایا میرے دادا جی جھنگ میں تشریف لے گئے جہاں صاحباں کا گھر تھا یعنی کھیوہ گاؤں میں اور استفسار فرمایا کہ صاحباں کا گھر کہاں ہے لوگوں نے پوچھا اس کے کیا لگتے ہو آپ نے فرمایا اس کا تو کچھ نہیں لگتا مرزا کے ساتھ میرا تعلق ہے کہ سیال پٹھان کا ہے اور پٹھان کھرل کا ہے یعنی حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالویؒ حضرت خواجہ محمد شاہ سلیمان تونسویؒ کے مرید تھے اور پیر پٹھان غریب نواز قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ کے اور قبلہ عالم قوم کے کھرل ہیں۔

غیرت مند کی وفات

فرمایا میرے ہم جماعت ساتھیوں میں ایک کابلی شاہ صاحب ہوتے تھے بڑے جسم اونچے قد والے اور طاقت ور انہیں طے مکانی حاصل تھی روزانہ ساہیوال سے پڑھنے کے لئے آیا جایا کرتے۔ کابل بھی جاتے تو جلدی واپس آجاتے بعض امور میں عقائد کے لحاظ سے میرے ہم خیال نہ تھے وہابیت کی طرف

مائل تھے لیکن وہابی نہ تھے ساہیوال کے کلواڑوں نے اسے اپنی لڑکی بھی شادی کر کے دی تھی ایک بار کابل گئے چھ سال تک نہ آپ آئے اور نہ ہی کوئی خبر خط وغیرہ کے ذریعے بتایا اس کے سسرال نے میرے پاس آ کر لڑکے کے بارے پوچھا میں نے کہا میں تو حنفی ہوں اجازت نہیں دیتا نوجوان لڑکی اور نوجوان خاوند ان کے ہم عمر بھی نوجوان آخری عمر بڑھاپے کا اعتبار ہوتا ہے جس میں موت یقینی ہے میں حنفی ہوں دوسری جگہ نکاح کر دینے کا فتویٰ نہیں دے سکتا ایک مولوی حبیب اللہ ہوتا تھا (ساہیوال) اس نے کہا میں فتویٰ دیتا ہوں کہ اب سے چار ماہ دس دن کی عدت بیٹھ جائے جب عدت ختم ہو جائے دوسری جگہ نکاح کر لے چنانچہ اس کے فتویٰ پر دوسری جگہ نکاح کر کے دے دی گئی قدرتاً تھوڑے دنوں بعد شاہ صاحب بھی آ گئے گھر آئے تو دروازہ بند تھا کوئی آدمی موجود نہ تھا لوگوں نے بتایا تمھاری بیوی نے تو دوسری شادی کر لی ہے غصہ اور جلال سے آنکھیں سرخ ہو گئیں کہنے لگا کس جاہل نے فتویٰ دیا کیا سیال شریف والوں نے؟ جواب ملا مولوی حبیب اللہ نے فتویٰ دیا ہے سیال شریف سے تو مخالفت آئی ہے لاٹھی لے کر مولوی صاحب کے گھر کی طرف چل دیا کسی نے مولوی حبیب اللہ کو خبر دے دی تو اس نے اپنے بچاؤ کا حیلہ پوچھا اسے بتایا گیا کہ شہر کے باہر والی مسجد میں جو صفیں لپٹی پڑی ہیں ان میں جا کر چھپ جاؤ چنانچہ شاہ صاحب کو نہ مل سکا آخر کار شاہ صاحب نے وہیں بیٹھ کر وصیت نامہ لکھا کہ میری تمام کتابیں سیال شریف کے کتب خانے میں دے دینا چنانچہ یہاں الفیہ اور کافیہ کی شروح نحو کی کتابیں اس کی دی ہوئی موجود ہیں یہ وصیت نامہ لکھ کر بیٹھے بیٹھے فوت ہو گیا غیرت مند کی غیرت برداشت نہ کر سکی کہ اب میں دنیا پر رہوں۔

خادم سفارشی

حضرت غلام زکریا صاحب تونسویؒ نے ایک مسلم شیخ کو جو آٹھ دس جماعت پاس کر چکا تھا بھیجا تا کہ اسے

کوئی موزوں نوکری مل سکے آپ نے اس کو فرمایا وہ حکم تو سر آنکھوں پر میں مقدور بھر کوشش کروں گا مگر میری ایک گزارش ہے تو بھی پوری کردے مجھے حضرت خواجہ شمس العارفین قدس سرہ العزیز کے دربار پر انوار میں لے جا اور میرے لئے سفارش کر کیونکہ تو تونسہ مقدسہ کے شاہزادگان اور خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ؒ کے لاڈلوں کا خادم ہے اور تونسہ شریف کا رہنے والا ہے لہذا میں تجھے اپنا سفارشی بنا کر روضہ اقدس میں لے جانا چاہتا ہوں پھر چشم فلک نے دیکھا کہ وہ مسلم شیخ نوجوان آگے آگے چل رہا ہے اور حضرت شیخ الاسلام پیچھے پیچھے چل رہے ہیں حضرت خواجہ نے سر سے ٹوپی اتار کر حضرت خواجہ تونسوی ؒ کے مقدس جوڑے سر پر رکھے ہوئے ہیں اور ان دونوں سفارشوں کے ہمراہ بارگاہ شمس العارفین میں حاضری دے کر انوار معرفت سے تابانی حاصل کر کے صحیح معنوں میں قمر الملت والدین بن رہے ہیں۔

دیدار فاروق اعظم ؓ

ایک دفعہ آپ ؒ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص صاحب عربی لباس میں ملبوس اور عربی وضع قطع کے مسجد میں مصروف نماز نظر آئے ان کے سلام پھیرنے پر قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اور عربی میں دریافت کیا مَن اَنتَ ؟ آپ کون ہیں؟ انھوں نے فرمایا اَنَا عُمَر میں عمر فاروق ؓ ہوں میں نے عرض کیا حضور والا گرمی کا موسم ہے اور آپ کو پیاس لگی ہوگی میں ابھی ٹھنڈا مشروب لاتا ہوں آپ ضرور بالضرور تشریف رکھیں اور مجھے اس خدمت کا موقع دیں آپ منع فرماتے رہے مگر میں وفور شوق میں گھر دوڑتا گیا اور جلد از جلد بہترین ٹھنڈا مشروب تیار کرنے کے لئے کہا اور سب اہل خانہ کو جلد از جلد اس کے تیار کرنے کے لئے مجبور کیا وہ دریافت کرتے آخر وہ مہمان کون ہیں؟ اور اتنی جلدی کیا ہے؟ میں صراحتاً بتانے سے گریز کر رہا تھا اور اپنی خواہش کی مقدور بھر جلدی تکمیل کا مطالبہ بھی۔ حضرت والد گرامی حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین ؒ نے میری گفتگو سنی تو فرمایا بھولے بچے تیرے وہ مہمان ان ٹھنڈے پانیوں کے محتاج

نہیں اور نہ وہ اب تک اس انتظار میں بیٹھے ہیں آپ کا یہ جملہ سنتے ہی دوڑتا ہوا مسجد میں آیا دیکھا تو واقع آپ تشریف لے جا چکے تھے (یہ بچپن کا واقعہ ہے)۔

حق خلافت کا مسئلہ

ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے خواب میں بھائی غلام فخر الدین صاحبؒ کے مکان میں ایک تخت بچھا ہوا دیکھا جس پر حضرت مولا علی شیر خداؓ جلوہ گر ہیں میں نے قدم بوسی کی سعادت حاصل کرنے کے بعد عرض کیا حضور ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے (پیر سیال کا سلسلہ نسب حضرت عباس علمدارؓ سے ملتا ہے) آپ مولا علیؓ کے گویا روحانی بیٹے ہیں اور اطمینان قلب صرف آپ کے ارشاد سے ہی حاصل ہوسکتا ہے فرمایا پوچھو میں نے عرض کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رسول خدا ﷺ کی تدفین سے قبل ہی خلافت کا معاملہ طے کرنا کیوں ضروری سمجھا؟ بعض صاحبان اس مسئلہ کو عجیب رنگ دیتے ہیں۔ اور آپ کے حق خلافت کے غصب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں آپ نے فرمایا ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کیا گیا تھا اور وہ منشائے خداوندی کے مطابق عمل پیرا ہوئے لہذا ان پر اعتراض کی کوئی وجہ جواز نہیں ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا؟ حضور وہ ایسا رنج والم اور غم واندوہ کا وقت تھا کہ حفاظ کرام کو شاید قرآن بھی یاد نہ رہا ہوگا ایسے وقت میں اس الہام کا سمجھنا اور اسے یاد رکھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا میری ناقص سمجھ میں نہیں آرہا فرمایا جس نے الہام کیا اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس وقت میں وہ اس کو سمجھ سکیں گے یا نہیں اور اس کو ذہن نشین رکھ کر اس پر عمل ہوسکیں گے یا نہیں؟

نسبت کے مزے

سادات کرام کا بہت پاس اور ادب فرماتے کسی سید زادے کو نیچے نہ بیٹھنے دیتے بلکہ چارپائی یا کرسی پر بیٹھاتے اور جب حاضرین مجلس میں ہر ایک کا تعارف نہ ہوتا اور خود چارپائی پر آرام فرما ہوتے تو فرماتے

خدا کے لئے اگر کوئی سید ہو تو نیچے نہ بیٹھنا اور مجھے اس بے ادبی کی وجہ سے کفر میں مبتلا نہ کر دینا دار العلوم ضیاء شمس الاسلام میں ایک سیدزادے مدرس مقرر ہو گئے تھے جن کی طبیعت میں درشتی تھی اور بچوں پر سختی کرتے تھے جب ناظم اعلیٰ کے پاس شکایت پہنچی تو وہ انہیں فارغ کرنے پر تیار ہو جاتے یا شاہ صاحب کو خود ہی ایسا خطرہ محسوس ہونے لگتا تو دوڑتے دوڑتے حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور عرض کرتے مجھے مدرسہ سے نکالا جا رہا ہے اور میری سخت مخالفت ہو رہی ہے آپ فرماتے شاہ جی مطمئن رہو اگر تمہیں دار العلوم سے نکالا گیا تو میں بھی یہاں سے نکل جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کئی سالوں سے تا حال مدرس ہیں ایک دفعہ ایک سید صاحب جو اعتقاداً شیعہ تھے اور دق کے مرض میں مبتلا اور خود کمانے سے بالکل معذور تھے اور گھر میں دوسرا کوئی شخص بھی اس بوجھ کو اٹھانے کے قابل نہیں تھا ان کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا اور بیوی بچیاں بھی تھیں اپنے مسلک کے زمیندار اور سادات کے پاس اپنی حالت زار بیان کی اپنی نسبت اور ہم عقیدگی کا واسطہ بھی دیا مگر کسی نے ان کی حالت زار کو قابل توجہ نہ سمجھا ناچار سیال شریف حاضر ہوئے اور اپنی لاچاری بتائی اور ساتھ ہی اعتقادی تفاوت اور تخالف بھی آپ نے محض ان کی نسبتی قرابت کو مدنظر رکھتے ہوئے عرصہ دراز تک ان کی بیماری خوراک اور اہل خانہ کا بوجھ برداشت کیا اور علیحدہ باپردہ مکان مہیا کیا۔

میں علاج کروں

حضرت صاحبزادہ محمد بدرالدین صاحبؒ (شیخ الاسلام کے حقیقی بھائی) نے فرمایا کہ ہم دونوں بھائی ایک ہی کمرے میں لیٹے ہوئے تھے اور حضرت شیخ الاسلام سخت بیمار تھے اور بیماری اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ آپ کی صحت یابی کے بظاہر کوئی آثار نہ تھے رات گئے کوئی شخص اس کمرے کی کھڑکی کے قریب آ کر باہر سے آواز دے کر پوچھتا ہے قمر الدین کیا حال ہے؟ آپ نے کہا سخت تکلیف اور پریشانی ہے ادھر سے

آواز آئی پھر میں ہی نہ تیرا علاج کر دوں انھوں نے کہا اگر آپ نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا صبح ہوئی تو طبیعت سنبھلی ہوئی تھی اور بھوک بھی محسوس ہونے لگی تھی حالانکہ کافی دنوں سے آپ نے کھانا نہیں کھایا تھا دوسری رات پھر وہی آواز آئی قمر الدین اب کیا حال ہے آپنے کہا غریب نواز اب آپ کا دعا اور نظر کرم کا صدقہ ٹھیک ہوں میں نے دریافت کیا یہ کون شخص تھے آپ نے ٹال مٹول سے کام لیا بالآخر جب بہت مجبور کیا تو فرمایا یہ حضرت ثانی (خواجہ محمد دینؒ دادا جان) تھے۔

تم مزار دیکھا دو

ایک مولوی جو بدعقیدگی کی طرف مائل تھا حاضر خدمت ہوا مزار کو چومنے کے جواز پر گفتگو شروع کر دی آپ شیخ الاسلامؒ نے مختلف اکابرین امت مثلاً امام احمد بن حنبل، امام بدر الدین عینی اور علامہ ابن حجر عسقلانیؒ شارح بخاری کے حوالہ جات کے ساتھ ساتھ حضرت ابوایوب انصاریؓ کا نبی اکرم ﷺ کے مزار اقدس کو بوسہ دینا اور رخسار مبارک مزار پر انوار پر رکھنا مروان کا اس حالت میں دیکھنا اور سخت لب ولہجہ میں منع کرنا حضرت ایوب انصاریؓ کا جواب میں فرمایا کہ اے مروان اب دین پر رونے اور ماتم کرنے کا وقت ہے کیونکہ رسول ﷺ نے فرمایا دین پر اس وقت تک نہ رونا جب تک اس کے حاکم اہل ہوں مولوی موصوف نے کہا ہاں یہ حوالے تو ہوں گے مگر رسول اللہ ﷺ کا کسی کے مزار شریف کو چومنا ثابت ہو جاتا تو البتہ کوئی بات ہوتی آپ نے فرمایا مولوی صاحب حضور اکرم ﷺ سے افضل ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے وہ حی القیوم ہے اور تو کوئی افضل ہے نہیں بلکہ مساوی اور مماثل بھی نہیں تو آپ کسی کی قبر کو بطور تعظیم وتبرک بوسہ دیتے ہیں اللہ حی القیوم کا مزار تم دکھلا دو اور نبی اکرم ﷺ کا بوسہ دینا میں دکھلا دوں گا۔ مولوی موصوف دم بخود رہ گئے۔

تقلید پر بات

ایک دفعہ ایک غیر مقلد عالم سے ملاقات ہوئی تقلید کے موضوع پر بات چیت ہونے لگی تو آپ نے اس سے فرمایا تم نے بذات خود قرآن وحدیث کی روشنی میں قرأت خلف الامام، آمین بالجہر اور رفع یدین وغیرہ کے متعلق جو رائے قائم کی ہے وہ برحق ہے یا نہیں؟ اور ہم پر اس کی پیروی لازم ہے یا نہیں؟ وہ مہر بلب ہو گیا اور بالکل چپ سادھ گیا آپ نے بار بار اپنے سوال کو دہرایا لیکن اسے معلوم ہوتا تھا کہ اس کو سانپ سونگھ گیا ہے حضرت علامہ ابوالحسنات قادری خطیب جامع مسجد وزیر خان نے فرمایا وہ بولے تو کیسے آپ نے اس کی شاہ رگ پکڑلی ہے آپ کا مقصد یہ تھا کہ تم نے جو کچھ سمجھا ہے اگر وہ برحق نہیں ہے اور اس کی پیروی دوسروں پر لازم نہیں تو پھر اس کی تبلیغ اور اس کی اشاعت کیوں کر رہے ہو اور اگر حق ہے اور ہم پر اس کی اتباع لازم ہے تو گویا تیری تقلید کرنا ہم پر لازم مگر امام ابوحنیفہ جیسی عظیم ہستی کی تقلید حرام ٹھہری اور یہی نکتہ اس نے بھانپ لیا تھا اور سمجھ گیا تھا کہ میرے آگے کیسی دلدل آ گئی ہے لہذا خاموش ہو گیا اور ایک انچ بھی آگے چلنے کو تیار نہ ہوا۔

زریں ورق تیری حیات

گنبد خضرا کا حسین تصور اور اس کے سرمست جلوے آپؒ کے قلب ونظر میں اس طرح سمائے ہوئے تھے کہ آپ کی بھی سرسبز چیز ہر قدم رکھنا خلاف ادب سمجھتے تھے آپ نے پوری حیات طیبہ میں ایسا جوتا اور تہبند استعمال نہیں کیا جس پر ذرہ بھی سبز رنگ کا گمان ہوتا حدیث مبارکہ کی کتاب دور سے نظر آتی تو آپ جوتے اتار دیتے کسی سید سے ملاقات ہوتی تو ہاتھ چوم لیتے آپ کا ہر قول وعمل سنت مطہرہ کا عکس ریز ہوتا۔ آپ کو مسواک سے بے پناہ انس تھا ہر وضو کیلئے بطور سنت مسواک کا التزام کیا جاتا تھا یہاں تک کے آپ نے وصیت فرمائی تھی میرے وصال کے بعد کفن میں مسواک ضرور رکھنا تا کہ بارگاہ خداوندی میں عرض کرسکوں مولا! دنیا میں نیکی کا کوئی اور کام تو نہیں کرسکا لیکن تیرے محبوب پاک ﷺ کی اس سنت

پر عمل ضرور کیا ہے اور اس عمل کی بدولت تیرے لطف و کرم اور فضل و احسان کا امیدوار ہوں اور خود فرماتے کہ میں نے کوئی وضو بغیر مسواک کے نہیں کیا۔

تیرے قدم میں برکت

حضرت مولانا فیض احمد اویسی فرماتے ہیں! ۱۹۶۳ء میں فقیر نے سنی کانفرس ٹوبہ ٹیک سنگھ میں شرکت کی حضرت خواجہ سیالوی ؒ کے اکثر متعلقین فقیر سے نا آشنا تھے میں ایک گوشہ میں بعد از کانفرس بیٹھا تھا کہ حضرت مولانا پیر منظور احمد شاہ صاحب صدر جماعت اہل سنت پاکستان کی نظر پڑی تو حضرت خواجہ سیالوی سے تعارف کرایا کہ یہ اویسی بہاولپور کا باشندہ ہے اور نعم الحامی شرح شرح جامی اردو میں لکھ چکا ہے اور ویسے ہر فن کے اس نے چھوٹے بڑے رسائل و کتب بکثرت لکھے ہیں اس تعارف پر فرمایا کہ اویسی صاحب کو میرے قریب لائیے اور بہت ہی قریب جگہ عنائیت فرما کر اتنا سرور و راحت کا اظہار فرمایا جسے فقیر اپنے منہ کیا عرض کرے چند سوالات نحو اور بالخصوص شرح جامی کے متعلق فرماتے رہے فقیر اپنی استعداد کے مطابق جواب دیتا رہا لیکن پھر خود ہی ان سوالات کی ایسی توجہ فرمائی جس سے فقیر دل میں سوچتا رہا کہ یہ درویش سجادہ نشین ہے یا کسی دار العلوم کا صدر مدرس۔ چند لمحات فقیر کو بیٹھنا نصیب ہو امختلف فنون اور ان کے آسرار رموز بیان فرماتے رہے پھر سرد آہ بھری اور فرمایا کاش کوئی بندہ خدا روافض کا بالاستیعاب (وضاحت) رد لکھتا افسوس مجھے اتنا وقت نہیں ورنہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ؒ کی طرح تحفہ اثنا عشرہ سے کہیں زیادہ مجلدات میں ان کا رد لکھتا۔ فقیر کو اس وقت سے روافض کی تردید کا جذبہ بھڑک اٹھا اگر چہ چند رسائل فقیر رد روافض میں لکھ چکا تھا لیکن اس مقدس محفل کی برکت سے ہر مسئلہ پر علیحدہ علیحدہ چند کتب فقیر نے لکھ کر شائع کیں یہ حضرت سیالوی ؒ کی روحانی برکت تھی کہ فقیر ہر شائع شدہ کتب و رسائل روافض پر برق عذاب ثابت ہوئے کانفرنس کی فراغت کے بعد حضرت

صاحبؒ کے رفقائے سفر میں فقیر کو بھی شامل کر لیا اسی طرح لودھراں میں تشریف لائے فقیر حاضر ہوا تو مشائخ کرام اور علماء کرام کا ایک جمع غفیر تھا مصروفیت عروج پر تھی لیکن فقیر کو دیکھتے ہی خادم خاص کے ذریعے قریب بلایا اور روئے سخن علوم وفنون کی طرف پھیر دیا اور ایسے نکات بیان کئے کہ ان جواہر کو سینہ کا خزینہ بنا کر محفوظ کر دیا فقیر نے بہاولپور کے دورے کی درخواست کی فرمایا آپ کی دعوت نقد ہے آپ جیسوں کو ادھار کھاتے میں رکھنا میرے ضمیر کے خلاف ہے سیرانی مسجد بہاولپور کا اعلان ہو گیا ہم یہاں پر نئے آئے ہوئے تھے نہ ہمارا مکان نہ رہائش کا انتظام لیکن ایسے بادشاہوں کے لئے کوٹھی بنگلے اور فقیروں کے اجڑے اور ویران جھونپڑے ایک جیسے ہوتے ہیں ہر لیڈر اور بہاولپور کی خستہ حالی خوشحالی میں تبدیل ہو آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا ہم تو اس درویش کے لئے جا رہے ہیں اور ہمارا جانا بھی ضروری ہے اس وقت مسجد سیرانی صرف تھلہ کی صورت تھی اور ہم کرایہ کے مکان میں رہتے تھے حضرت صاحب نے مسجد کے تھلہ کے سامنے ڈیرے ڈال دئے کوٹھے بنگلے والے پاؤں پڑتے رہے ہمارے ہاں چلیں آپ فرماتے مجھے یہ فضا پسند آتی ہے بعد میں تشریف لائے اور نقشہ مدرسہ مسجد تبدیل تھا اور فرمایا اب تو نقشہ بھی تبدیل ہے میں خواجہ غلام فریدؒ کا مصرع عرض کیا قدم تیڈے وچ تو من بھاگن یعنی آپ کے قدموں کی برکت ہے یہ بھاگ لگا ورنہ من آنم کے من دانم یعنی میں جانتا ہوں کہ کیا ہوں چھ بار آئے میری طرف امید ہے کل بھی ہم منگتوں کو نہ بھلائیں گے۔

عشق رسول ﷺ کے انداز

حبیب کریم ﷺ کی محبت والفت ہر مومن کا ایمان ہے مگر اس میں درجات اور مراتب کا فرق ہے جس دل میں حضور اکرم ﷺ کی جتنی محبت زیادہ ہوتی ہے اللہ کے نزدیک قرب ومنزلت بھی اس قدر نصیب ہوتی ہے حضرت شیخ الاسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عظمیٰ بھی فراوانی کے ساتھ عطا فرمائی تھی جب اذان

ہوتی یا درود پاک ﷺ پڑھا جاتا یا کسی جگہ نبی کریم ﷺ کا نام مبارک لکھا ہوا نظر آتا تو بدن اقدس پر لرزہ طاری ہو جاتا اور سر ناز جھک جاتا چہرہ مبارک کا رنگ زرد ہو جاتا اور حاضرین سے بالکل بے توجہ ہو جاتے اور یوں معلوم ہوتا کہ اب صرف جسد اقدس یہاں ہے دل و جان کہیں دوسری جگہ روانہ ہو چکے ہیں جب مؤذن اشھدان محمدً رسول اللہ کہتا تو انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے اور ساتھ ہی یہ کلمات زبان اقدس سے جاری ہوتے قُرَّۃُ عَینِی بِتُرَابِ اَقدَامِ کِلَابِکَ یا رسول اللہ۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے شہر مقدس کے کتوں کے قدموں سے مَس (لگنے) والی مٹی میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے فقہار نے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ (اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کا نام میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے) پڑھنے کے متعلق بیان کیا ہے مگر آپ کی محبت وعقیدت اور ادب و نیاز کی نہایت و غایت دیکھئے کہ ان کتوں کے قدموں سے لگنے والی مٹی کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیتے ہیں ایک دفعہ آپ نے فرمایا بہت افسوس کا مقام ہے کہ میری عمر اب تہتر سال ہوگئی جبکہ حبیب کریم ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی اے کاش میری عمر بھی اتنی ہی ہوتی اور حضرت شیخین کریمینؓ کی طرح رسالت پناہ ﷺ کے ساتھ عمر میں مساوات کا شرف حاصل ہو جاتا جب مدینہ شریف حاضری کا شرف حاصل ہوا تو جو کپڑا کفن کے لئے مکہ مکرمہ سے خریدا تھا غلام کو حکم دیا کہ اس کو مدینہ طیبہ کی گلی میں بچھا دو تا کہ مدینہ منورہ کے چلنے والے کتے کے قدم لگ جائیں اور میں وصیت کروں گا کہ مجھے اسی کفن میں دفن کیا جائے اور پھر ایسا ہی ہوا آپ نے زندگی بھر سبز جوتا اور سبز کنارے والی لنگی استعمال نہیں فرمائی اور نہ ہی اپنے خاندان اور مریدین میں سے کسی کو استعمال کرنے دیتے تھے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر کا رنگ بھی سبز ہے اور یہ بھی سبز لہذا بے ادبی لازم آتی ہے۔

مردے زندہ کرنا

استاذی المکرّم قاری غلام احمد سیالویؒ کے ساتھ کافی دفعہ ملاقات کا شرف ناچیز مولف کو رہا آپ فرماتے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالویؒ کا عرس مبارک ختم ہوا اور کچھ مہمان موجود تھے عشاء کا وقت تھا میں انہیں روٹی کھلا رہا تھا موذن حاجی محمد شیر اذان دینے کے لئے لاؤڈ سپیکر والے کمرہ میں گیا۔ اور سپیکر کو درست کرنے کے لیے ہاتھ لگایا ہی تھا کہ فوراً بجلی کے کرنٹ سے مائیک کے سٹینڈ کے ساتھ چمٹ گیا اور ایک دردناک چیخ مارتے ہو گرا دو طالب علم محمدی شریف جھنگ کے رہائشی دروازہ پر کھڑے تھے ان میں سے ایک دوڑ کر چھڑانے کی کوشش سے حاجی محمد شیر کو پکڑا تو وہ بھی ان کے ساتھ چمٹ گیا اور گر گئے دوسرا طالب علم ڈر کے مارے باہر دوڑا تقریباً چار منٹ گزرے کہ بندہ بھی پہنچ گیا کیونکہ پہلے تو معلوم ہو حادثہ کیا ہوا۔ جب جا کر دیکھا تو موذن صاحب دروازہ میں لیٹے ہیں طالب علم ان کے سر کی جانب پڑا ہے سٹینڈ مائیک والا حاجی شیر کے سینہ، ہاتھوں اور پیٹ پر لمبائی کی صورت میں چمٹا ہوا ہے بندہ قمیض کو پکڑنے کے لئے جھکا تو سوئچ پر نظر پڑی فوراً کپڑے سمیٹ کر ان کے اوپر سے چھلانگ لگا کر اس کو بند کیا پھر گرم گرم سٹینڈ اٹھالیا جب حاجی صاحب کو ہاتھ لگایا تو روح اور خون کا نشان نہ تھا بدن لکڑی کی مانند اکڑا ہوا تھا دبانا شروع کیا تو فوراً شیخ الاسلام تشریف لائے اور ان لفاظ سے بلایا ۔بچو حاجی شیر اٹھی، بچو حاجی شیر اٹھی، صرف یہی فرمایا اور کھڑے رہے لوگ اکٹھے ہو گئے اور صرف بندہ دبا رہا تھا ان سے مایوس ہو کر طالب علم کی طرف متوجہ ہوا اسے دبانا شروع کیا زور زور سے جود بایا تو اس نے دردناک آواز نکالنی شروع کر دی دوسرے طلباء نے دباتے ہوئے ہوش میں لا کر دودھ وغیرہ پلایا اور پھرایا لیکن حاجی شیر صاحب یونہی پڑے ہوئے تھے کہ دوبارہ بندہ یعنی قاری غلام احمد صاحبؒ نے ان کو دبانا شروع کیا پھر کمرے سے نکالا اور ایک تخت پر لٹا کر پھر زور زور سے جود بایا پھر الفاظ وآواز نہایت

درد سے نکالے حضور شیخ الاسلام بھی سرہانے کھڑے تھے بچو حاجی شیر اٹھی کے علاوہ کوئی لفظ نہیں سنا جوان
کے منہ مبارک سے نکلے ہوں ڈاکٹر صاحب کو لایا گیا دونوں اشخاص کو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی
دوسرے جمعہ کو آپ نے فرمایا کہ پیر سیال نے دو مردوں کو زندہ کیا حالانکہ ظاہری طور پر خود صاحب
کرامت تھے جو
مردہ ہو چکے تھے آپ کی موجودگی اور بے تابی اور خاموشی دین و دنیا کی حیات کا پتہ دے رہی تھی اس کے
علاوہ کئی لا علاج اور مریض افراد ان کی نظر کرم سے شفاء پائی۔

چرواہا کے بول پر وجد

ایک دفعہ گھوڑی والہ سو بھاگہ کے نزدیک (تحصیل سلانوالی) تشریف لے گئے اسٹیشن پر اطلاع بھیجی گئی
کہ ہم نے ظہر والی گاڑی پر واپس سرگودھا جانا ہے لہذا اگر کچھ دیر ہو جائے تو ذرا انتظار کرلیں دوسرے
حضرات کے علاوہ آپ کے ہمراہ حضرت خواجہ غلام سدید الدین زیب مسند آستانہ عالیہ معظمیہ تھے اور
حضرت مولانا احمد بخش صاحب ضیائی مرحوم وغیرہ جب واپس تشریف لا رہے تھے تو ایک بھیڑ بکریاں
چرانے والا شخص ماہیا پڑھ رہا تھا جھبوے آڈھولا کیڈیاں مدتاں لائیاں نی آپ فوراً گھوڑی سے اتر پڑے
اور دو زانو بیٹھ گئے یہ دیکھتے ہی سارے ہمراہی سواریوں سے اتر پڑے حضرت مولوی صاحب فرماتے
ہیں میں نے اتر کر اس انداز میں بیٹھنے کا سبب معلوم کر لیا لہذا اس شخص کو روپے دینے شروع کر دیے اور
اسے کہا یہی مصرعہ دہراتا رہ چنانچہ وہ پڑھتا رہا اور آپ پر جذب و کیف کی حالت طاری رہی اسی دوران
گاڑی اسٹیشن پر آ گئی سیٹی دیتی رہی اور کافی انتظار بھی کیا مگر آپ بیٹھے رہے اور وہی مصرعہ سنتے رہے
جب وہ چرواہا تھک گیا تو آپ اٹھے اور اسٹیشن پر تشریف لائے حضرت مولوی صاحب کو علیحدگی میں فرمایا
بتاؤ وہ کیا کہہ رہا تھا میں نے کہا آپ بہتر جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا جب حبیب کریم ﷺ معراج کے

لئے تشریف لے گئے اور فلک الافلاک سے نکل کر لا مکاں میں پائے ناز رکھا تو عالم آب وگل پر موت کی کیفیت طاری ہو چکی تھی کیونکہ حضور اکرم ﷺ روح کائنات ہیں لہذا آپ کا لامکان میں جلوہ فرما ہونا گویا اسی عالم کی موت تھی اور یہ مردہ جسم پکار رہا تھا۔

جھبوے آ ڈھولا کیڈیاں مدتاں لائیاں نی

اور ایک لمحہ کی جدائی بھی اس کو صدیوں کا فراق نظر آ رہا تھا (غالباً یہ ماہیا ہی ہوڈ بیاں گائیاں نی جھبوے آ ڈھولا کیڈیاں مدتاں لائیاں نی)

کتاب کے بغیر تشریح

استاذی المکرّم اشرف العلماء محمد اشرف سیالوی قدس سرہ فرماتے ہیں بندہ نے بھی رمضان المبارک کی تعطیلات میں چند اسباق ہدایۃ النحو اور قدوری کے پڑھنے کا شرف حاصل کیا اس زمانے میں بجلی کا بندوبست نہیں تھا لالٹین ہی استعمال ہوتے تھے دوران تدریس لالٹین کے قریب تشریف فرما ہوتے ہوئے پروانے اور پتنگے سر اور داڑھی مبارک کے بالوں میں داخل ہوتے رہتے اور آپ بڑے اطمینان وسکون سے پڑھاتے رہتے اور فرماتے زمانہ طالب علمی سے اب تک ان کی اور ہماری دوستی چلی آ رہی ہے قدوری کا سبق پڑھنا تھا پورے باب کی عبارت پڑھ دی کتاب صرف میرے سامنے تھی آپ فاصلے پر بیٹھ کر عبارت سنتے رہے اور پھر اسی ترتیب سے تمام مسائل بیان کئے اور ہر ایک کی تشریح بھی فرماتے چلے گئے حالانکہ آپ کو ایسی کتابیں پڑھے ہوئے اس وقت تقریباً ۳۵ سال کا عرصہ گزر گیا تھا جب کسی کتاب کے متعلق دریافت فرماتے کہ اس کی کون سی جگہ پڑھ رہے ہو تو مقام درس عرض کرنے پر عبارت پڑھنی شروع فرما دیتے خواہ منطق وفلسفہ کی کتاب ہوتی یا فقہ واصول کی۔

آنکھیں بند کرو

ناچیز مولف کے والد محترم (اللہ تعالی انکی عمر دراز کرے اور تا دیر سایہ قائم ودائم فرمائے) کہتے ہیں کہ موضع ولہ کے ساتھ نہر پر بیلدار جس کا نام چراغ تھا کام کر رہا تھا اتنے میں دیکھا تو ایک خوبصورت شکل اور خدوخال والا گھوڑ سوار تشریف لا رہا تھا جب وہ نورانی ہستی قریب آئی تو اس بیلدار سے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے! میں نے ترکھان والا جانا ہے کون سا راہ مناسب ہوگا وہ بیلدار کہتا ہے کہ میں نے آپکو ایک دفعہ دیکھا تھا اور کچھ کچھ یاد تھا میں سمجھ گیا کہ آپ سجادہ نشین سیال شریف ہیں اپنا سامان وہیں چھوڑا اور آپکی گھوڑی کے آگے آگے دوڑنے لگا چلتے چلتے جب اس راہ پر پہنچا جو اس سڑک کی طرف جاتا تھا جو پھر سیال شریف کو ہو جاتا تو عرض کی غریب نواز! یہ راستہ اچھا بھی ہے اور صاف ستھرا جو نہر سے ہوتا ہوا تھا آپ فوراً رکے اور مجھے کہا تمھارا شکریہ اب اپنی آنکھیں بند کرو دو دفعہ فرمایا تو میں ڈر گیا ایک قسم کا خوف طاری ہوا عرض کی حضور مہربانی مجھ سے یہ نہیں ہوگا یہ سن کر آپ آگے تشریف لے گئے میں واپس اس جگہ کیطرف آیا تو سامان وغیرہ محفوظ تھا بعد میں یہ نقش میرے دل پر یوں ہوا کہ اس آستان عظمت ونشان کا ہو کر رہ گیا۔

غیرت کا پیکر

حضرت شیخ الاسلامؒ نے تقریر وتحریر کے ذریعہ تحریک پاکستان کو کامیاب کرنے کے لئے مسلمانوں کی رگوں میں اگر خون کو گرمایا ہے تو ساتھ ساتھ ہر اس روکاوٹ کو پوری پامردی اور جرأت سے باہر اٹھا کر پھینکا جو اس راہ میں آڑے آسکتی تھی خضر وزارت کے دور میں (۱۹۴۵ء) آپ کو کئی مربع اراضی اور لاکھو ں روپے کی پیش کش محض اس لیے کی گئی کہ آپ تحریک پاکستان سے الگ تھلگ رہیں اور جملہ سرگرمیوں کو ترک کر کے صرف تسبیح اور مصلّی کے تقدس کی حفاظت فرمائیں آپ نے جواباً فرما بھیجا کہ تحریک

پاکستان دوقومی نظریہ پر ایمان کا نتیجہ ہے کہ جس میں نہ صرف میری بلکہ حکومت کی بھی شمولیت ضروری ہے اگر حکومت تحریک میں شامل نہیں ہوتی تو مجھ کو مسلمانوں سمیت روک نہیں سکتی یہ چند مربع اور لاکھوں روپے تو کجا؟ پوری کائنات کو بھی اٹھا کر میرے قدموں پر رکھ دیا جائے تو پھر بھی میرے ایمان کو خریدا نہیں جا سکتا خضر نے جب دیکھا کہ میری کوشش نا کام ہوگئی تو اس نے آپ کو دھمکی بھی دی اور سرگودھا شہر اور دوسرے ملحقہ علاقوں میں آپ کی تقریر پر پابندی عائد کر دی آپ نے پابندی تقریر کی خبر سنتے ہی اعلان کر دیا کہ کل سرگودھا کمپنی باغ میں جلسہ ہوگا دوسرے دن جلسہ گاہ میں آپ کے مریدین ومعتقدین اور کئی دوسرے سامعین جمع ہو گئے جلسہ گاہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی دور تک لوگوں کا سیل بے کراں نظر آ رہا تھا غیرت وجرأت کے اس بادشاہ نے پوری شان جلال واستقامت سے اسٹیج پر کھڑے ہو کر زبر دست تقریر فرمائی اور خضر کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ کریم کے ننانوے نام ہیں ان میں جب خضر کا نام نہیں ہے تو دھمکی کس منہ سے دیتا ہے پاکستان اللہ تعالی اور رسول کریم ﷺ کے نام پر حاصل ہو رہا ہے انشاء اللہ پاکستان بن کر رہے گا آپ نے اکثر فرمایا کہ الحمدللہ کہ میں نے ملک سے بے وفائی کے جرم کا ارتکاب کبھی نہیں کیا۔

مرزائی کی توبہ

ایک مرتبہ ایک مرزائی مولوی کتابوں کا گٹھا اٹھائے ہوا حاضر ہوا آپ اس وقت نماز جمعہ کے بعد اپنی نماز ادا کر رہے تھے اس نے کہا میں چند مسائل میں تبادلہ خیالات کرنے کے لئے آیا ہوں آپ نے فرمایا مجھے نماز سے فارغ ہونے دے جب چار رکعت پڑھ کر آپ نے سلام پھیرا تو کہنے لگا آپ لوگ گفتگو سے جی کیوں چراتے ہیں؟ میں محض دین اسلام کی خدمت کے لئے آیا ہوں اور آپ میرے ساتھ کلام نہیں کرتے آپ نے روضہ شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اللہ والے کہ جنھوں نے دینی تمام

زندگی اس کی رضا پر گزاری اور عالم فانی سے اوجھل ہوئے تو صدیوں سے ان کی خاک بوسی ہو رہی ہے وہ حق پر نہیں تھے؟ اور کوئی گورداسپور سے آجائے تو وہ حق والا ہے؟ یہ فرمایا اور نماز میں مشغول ہو گئے جب دو رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیرا تو خطاب فرمایا کہ جو بھی بحث کرنا چاہیے اب موقع ہے کھلے دل سے تبادلہ خیال کر لے اس فرمان سے اس کے آنسو جاری ہو گئے اور کہا بس اب میرا مقصد پورا ہو گیا ہے سوچنے کی بات ہے کہ واقعی جن مقبول لوگوں کی مدتوں سے خاک بوسی ہو رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہوا تو ان کا چرچا ہوا ہے یہ کہا اور بیعت ہو گیا آپ فرماتے ہیں کہ وہ شخص بعد میں مرزائیوں کے خلاف بہترین مناظر بنا کیونکہ مرزائی مذہب سے تو پہلے واقف تھا ان کے گھر کا بھیدی تھا اس لئے وہ اس سے بھاگتے تھے۔

نفرت کرنے والے نواب

فرمایا میں نے دو شخصوں کو دیکھا ہے جو شیعہ لوگوں سے مکمل طور پر متنفر تھے اور ان سے پورا پورا پرہیز کرتے تھے ایک نواب فتح خان جس کی سلامی سات توپوں سے دی جاتی تھی بادشاہ کے دوسرے مرتبہ پر اس شخص کا احترام ہوتا تھا بہت جائیداد کا مالک تھا اس کی ایک نہائت اعلیٰ اور عمدہ گھوڑی تھی جس کی قیمت اس زمانہ میں سات سو روپے تھی کسی نے اس گھوڑی کی گردن پر آکر ہاتھ پھیرا اور کہا بہت بہترین گھوڑی ہے نواب صاحب نے اسے دیکھ کر سخت ناراض ہو کر کہا کہ یہ شیعہ ہو گا۔ لوگوں نے کہا جی ہاں شیعہ ہے اسی وقت اپنی رائفل نکال کر لے آیا اور گھوڑی کے ماتھے پر گولی مار کر کہا اس پر صحابہ کرامؓ کے گستاخ کا ہاتھ لگ گیا ہے اس کی نسل بھی خراب ہو گئی ہے لہذا اسے ختم کر دیا ہے دوسرا ملک غلام محمد خان ٹوانہ جو کہ ملک فتح محمد خان ٹوانہ کا باپ تھا ایک مرتبہ مسجد میں کوئی شیعہ نماز پڑھ رہا تھا تو مسجد کی تمام صفیں جلوا دیں اور فرش دو دو ہاتھ کھدوا کر نئی مٹی بھروائی نیا فرش بنوایا دیواریں خوب دھلوائیں اور کہا بے دین گستاخ

صحابہ کرامؓ یعنی شیعہ اس مسجد میں آئے اور مسجد صاف کس طرح رہے۔

غیبت بری چیز

فرمایا ایک مرتبہ محمدی شریف میں عطاء اللہ شاہ بخاری تقریر کر رہا تھا اس جلسہ کی صدارت مجھے دی گئی تھی دوران تقریر کہنے لگا کہ اس وقت ایک بہت بڑی گدی کا سجادہ نشین ہے باوا فریدالدین گنج شکرؒ کے دربار عالیہ کے سجادہ نشین صاحب کا نام لیا کہ وہاں کے سجادہ نشین صاحب نے میرے روبرو جھوٹی گواہی دی ہے میں نے آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا سراسر جھوٹی شہادت دی میں نے پوچھا بتاؤ اس موجودہ وقت میں پاک پتن کا سجادہ نشین کون صاحب ہیں آیا دیوان صاحب ہیں یا کوئی اور تو جواب دیا دیوان صاحب فرمایا ان کی گواہی کو کتنا عرصہ ہو چکا ہے؟ اور کہاں دی تھی؟ جواب دیا آج سے دس سال قبل پنڈی میں۔ میں نے ان کا نام پوچھا تو بتایا قطب الدین صاحب، میں نے کہا درست ہے لیکن اس وقت دیوان صاحب (قطب الدین) کی کل عمر پندرہ سال ہے اور دس سال گزر چکے ان کو پندرہ سے نکالیں تو پانچ سال بنتے ہیں یعنی پانچ سال کی عمر میں بچہ نے گواہی دی اور آپ نے سنی؟ ان الفاظ پر میں نے اس کو خوب شرم دلایا تو کہنے لگا توبہ کرتا ہوں آئندہ ایسا نہیں کروں گا میں نے کہا الغیبۃ اَشد مِن الزنا غیبت کرنا زنا سے بدتر ہے چنانچہ اس طرح وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا۔

مجسمہ تواضع

عظیم انسانوں میں اور خوبیوں کے علاوہ عاجزی اور تواضع کا پایا جانا بھی ایک حقیقت ہے حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ میں ہر کمال اور عظمت کے جملہ صفات میں یہ وصف بھی بہت حد تک تھا کبھی بھی آپ سے کوئی بات یا کام سرزد نہ ہوا جس میں غرور و تکبر کا شائبہ تک ہو بلکہ ہر وقت تواضع اور عجز کا پیکر ہی نظر آئے نماز پڑھ رہے ہیں تو ماتھا مٹی پر اور سر بسجود ہیں آرام کے لئے دراز ہوئے تو زمین پر ہی لیٹ گئے

اور زلفیں خاک آلودہ ہوگئیں کسی عالم دین نے جوڑے سیدھے کئے تو اس کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا شیخ الحدیث عزیز احمد صاحبؒ مکان شریف والے فرماتے ہیں میرا بچپن کا زمانہ تھا حضور گرمی کے موسم میں کفری تشریف لائے رات کو آندھی آ گئی خاک اڑنے لگی آپ نے چارپائی پر بیٹھ کر رخ انور آندھی کیطرف کر دیا میرے والد صاحبؒ نے عرض کیا کہ کچھ وقت کے لئے آپ بنگلہ تشریف رکھیں فرمایا کہ میاں صاحب ہر طرف سے ہوا مٹی جمع کر کے لائی ہے اس امید پر سر ننگا کر کے بیٹھا ہوں کہ شاید کسی مقبول بارگاہ کے قدموں کی مٹی میرے سر میں آپڑے جو میرے لئے باعث سعادت ہو دارالعلوم کے سالانہ جلسہ میں تقریر کا آغاز فرمایا تو کہا میں اپنے آپ کو نہ علماء میں شمار کر سکتا ہوں اور نہ اہل فضل سے ہوں طالب علموں میں شمار کرنا بھی جسارت سمجھتا ہوں پھر یہ شعر پڑھا،

نہ گلیم نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم

ہمہ حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

بعد میں شرکاء کا شکریہ ادا کرنے کیلئے ناچیز مولوی عزیز احمد صاحبؒ نے جواب میں شعر پڑھا۔

تو گلی تو برگ سبزی تو درخت سایہ داری

ہمہ حیرتم کہ گفتی بچہ کار کشت مارا

تو ازراہ غلام نوازی گلے لگا کر چوم لیا اور فرمایا کہ دونوں شعر درست مگر سچ میں نے کہا ہے۔

انگریز سے نفرت

فرنگیوں سے نفرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپؒ نے فرمایا حکومت کو میں نے بھی رائفل کے لائسنس کے لئے لکھا جواباً مجھ سے پوچھا گیا کہ سرکار کی خدمات کی فہرست بتائیں جو آپ نے کی ہوں تاکہ لائسنس کے استحقاق کے لئے ان کو دلیل بنایا جا سکے فقیر (شیخ الاسلام) نے جواب میں کہا کہ تم

کو میرے والد کی خدمات کا علم ہوگا تم نے جوان سے وصول کیں انہی خدمات کی توقع مجھ سے بھی رکھ سکتے ہو (والد محترمؒ کی ساری زندگی انگریزوں کے خلاف جہاد میں گزری) مجاہد ملت آپ کا لقب ہے کچھ دنوں کے بعد خود ہی بیٹے کو فرمایا کہ پریشان نہ ہو لائسنس آ جائے گا اور وہ کچھ دنوں کے بعد بن کر پہنچ گیا۔

فرمایا کہ حکومت انگریز نے مجھ کو (ہز ہولی نیس) کا خطاب بھیجا میں نے غصہ میں اس کاغذ کا پارہ پارہ کر کے آگ میں ڈالا او وہ بھسم ہو گیا پھر ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی غلامی اور پیر پٹھان بادشاہ سے وابستگی میرے لئے سب سے بڑا اعزاز ہے پھر یہ شعر پڑھا

شر طیست مر مرا کہ نگیرم بجز تو دوست

عہد یست مر مرا کہ نگیرم بجز تو ہیچ

فرمایا کہ تلوار سے جنگ کا زمانہ نہیں دل کی آرزو ہے کہ موقعہ ملے کسی انگریز کے سینہ میں گولی اتار دوں۔

مدینہ شریف کی یادیں

فرمایا کہ مدینہ پاک انوار و تجلیات کا مرکز اور رموز و اسرار کا مہبط ہے انبیاء اور اولیاء کے ارواح رات دن وہاں حاضری دے کر تدبیر کائنات کرتے ہیں پھر فرمایا کہ میری بہت سی تمنائیں پوری وہاں ہوئیں ان میں سے ایک ترک صاحب کی خدمت بھی ہے جو وہاں جا کر کما حقہ پوری طرح ادا کر سکا وہ اس طرح کے حضرت ثالثؒ (خواجہ محمد ضیاء الدین والد محترم شیخ الاسلام) حکیم اجمل خان مرحوم کی دعوت پر دہلی تشریف لے گئے سب کا ٹکٹ بھی ترک صاحب نے خریدا کھانے کا بل بھی ترک صاحب نے ادا کیا حضرت ثالث صاحب نے بڑی کوشش کی کہ ترک صاحب کی کسی اور طریقہ سے خدمت کی جائے مگر ترک صاحب نہ ملے غائب ہو گئے حضرت کی بڑی آرزو رہی کہ ترک صاحب ملتے تو ان کی خدمت کی

جائے انجام کار میری پہلی حاضری جب مدینہ پاک ہوئی تو مسجد نبوی میں ایک ترک صاحب سے
ملاقات ہوگئی انھوں نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ سیال شریف سے پوچھا کہ حضرت
ثالث سے کیا رشتہ رکھتے ہو میں نے بتایا ان کا خانہ زاد ہوں سنتے ہی میرے گلے لگ گئے اور زار وقطار
رونے لگے اور کہنے لگے میں پوری دنیا کا مسافر ہوں میں نے ان سے بڑھ کر کوئی عظیم انسان نہیں دیکھا
اسی دوران انھوں نے دہلی کا سفر بیان کیا میں سمجھ گیا کہ یہ وہی ترک ہیں جس کا حضرت ثالث اکثر ذکر
فرماتے تھے میں نے حضرتؒ کی مرضی اور تمنا کے مطابق ترک صاحب کی جی بھر کر خدمت کی جس کو
انھوں نے منظور فرمایا پھر فرمایا کہ جب حاضری کا ارادہ کیا تو خیال آیا کہ روضہ انور پر کیا نذر کروں لنگر
شریف میں یاقوت ہیرا اور کئی قیمتی پتھر تھے وہ ساتھ لے گیا اور روضہ شریف پر نذرانہ پیش کیا ایک شرطہ
(سپاہی) کہنے لگا کہ ادھر دیں میں نے کہا نہیں آپ خدا سے لیں۔آپ نے فرمایا کہ مدینہ شریف میں
ایک بوڑھی عورت کا تعاون حاصل کیا اس کو عرض کیا کہ یہاں سیدزادیوں کے دروازوں پر مجھ کو لے
جائیں اس نے مجھ کو تمام دروازوں کی حاضری دلوائی میں نے طاقت کے مطابق خدمات پیش کیں اور
دعائیں لیں فرمایا کہ ملک اللہ بخش ٹوانہ مرحوم کی پوتی نے بھی اپنے تمام زیورات مجھ کو نذرانہ کے لئے
دیئے تھے جس کو سادات کے گھرانوں میں نذر کر دیا گیا پھر فرمایا کہ مسجد نبوی میں ابوبکر نامی ایک بزرگ
رہائش پذیر تھے اور ہمیشہ عبادت میں مصروف رہتے حضرت سیدنا عثمانؓ کی اولاد سے تھے اور کئی دن
فاقوں میں گزارے بلکہ سوال نہیں کرتے تھے ان کی خدمت میں نذرانہ لے کر حاضر ہوا تو پوچھا کہ صدقہ
تو نہیں میں نے عرض کیا مسئلہ جانتا ہوں یہ صدقہ زکوٰۃ نہیں بلکہ نذرانہ ہے غالباً اسی کی برکت تھی کہ کسی
نامعلوم شخص نے روضہ انور کی سیر بھر مٹی مجھ کو بخشی اور غائب ہوگیا فرمانے لگے کہ جوانی میں میری صحت
اچھی تھی بھوک خوب لگتی تھی مدینہ شریف حاضر تھا بھوک لگی شہر سے باہر ایک ہوٹل پر اپنے احباب حضرت
مرولویؒ و دیگر احباب سمیت گیا میں نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ اس کا پیٹ ننگا ہے اور پتھر باندھے ہوئے

ہے میں نے اس پوچھا تو اس نے بتایا کہ بھوکا ہوں وہ بدوی تھا یہ منظر دیکھ کر میں نے قسم کھائی کہ جب تک اس کے سارے کنبہ کو پیٹ بھر کر نہ کھلاؤں گا ایک لقمہ بھی نہیں کھاؤں گا میں نے ہوٹل والے کو کہا کہ کتنا پکا سکتے ہو اس نے کہا جتنا کہو میں نے کہا پکاؤ اس نے ٹبہ پر چڑھ کر آواز دی کہ سب آ جاؤ ایک آدمی ہم سب کو کھانا کھلائے گا چنانچہ وہاں بے شمار لوگ اس کے قبیلہ کے جمع ہو گئے ہوٹل والے نے بہت زیادہ کھانا تیار کر لیا مرولوی صاحبؒ نے کہا کہ کھانا ضرورت سے زیادہ تیار ہو گیا ہے ہم سب نے ان لوگوں کو کھانا کھلایا حضرت مرولوی نے کہا ہمارے اندازے میں کھانا ضرورت سے زیادہ تھا مگر ہمارا اندازہ غلط اور آپ کا اندازہ صحیح تھا اس لڑکے نے جب خود کہا کہ ہمارے قبیلے کے تمام لوگوں نے پیٹ بھر کر کھا لیا ہے تب تک ہم نے مل کر اس کھایا فرمایا کہ پورے سفر میں اتنا لطف نہ آیا جتنا ان بھوکوں کو کھانا کھلانے میں آیا پھر فرمایا تسخیر کے لئے وظائف پڑھے جاتے ہیں حالانکہ بڑی تسخیر یہ ہے کہ حاجت مندوں کو کھانا کھلایا جائے۔

غیبی امداد

ڈاکٹر تسخیر احمد پی۔ایچ۔ڈی ناظم دارالعلوم (مولف ناچیز نے زیارت کی ہے اور ان کی گاڑی میں سفر کی سعادت پائی) فرماتے ہیں دسمبر ۱۹۷۷ء میں بال بچوں سمیت کراچی سے بذریعہ کار پنجاب آ رہا تھا رحیم یار خان رات رہ کر صبح صادق سے کچھ پہلے سفر شروع کیا جی ٹی روڈ کچھ خراب تھی اس لئے ہم نے نہر کی پٹڑی پر کار کھڑی کی اور وضو کیا میں نے بچوں کو تولیہ لانے کے لئے آواز دی دونوں بچے کار کی طرف بھاگے دروازہ کھول کر اندر سے تولیہ نکالنے لگے تو کار نہر کی طرف پھسل گئی اور پانی میں جا گری ہم نے بھاگ کر دروازہ کھولا اور بچوں کو بخریت باہر نکالا مگر کار کے اندر پانی بھر گیا نماز ادا کی اور پیر سیال شریف کے وسیلے سے رقت سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس حادثہ میں مدد فرمائے وہاں سے جی ٹی روڈ ایک میل کے

فاصلے پر تھی اور ڈرائیور نے کہہ دیا کہ آپ بچوں کو لیکر بڑی سڑک پر جائیں اور کسی بس میں جگہ لیکر سفر کریں مگر میں مصلیٰ پر بیٹھا پڑھتا رہا یہاں تک کہ سورج نکل آیا تھوڑی دیر بعد کیا دیکھا کہ ایک فوجی جیپ اور اس کے پیچھے ایک بڑا ٹرک جس پر بھاری سامان اٹھانے والی مشین (کرین) لدی ہوئی ہے نہر کی سڑک پر آ رہا ہے فوجی کرنل نے چند منٹوں میں کرین سے ساتھ ہماری کار کو اٹھایا اور نچوڑ کر باہر خشکی پر ڈال دیا اور چلا گیا ہم اس غیبی مدد پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا ہمارے ڈرائیور نے خبردار کیا کہ انجن پانی میں ڈوبا رہا ہے اس لئے اس کا سٹارٹ ہونا مشکل ہے میں نے گاڑی کو دھوپ میں کھڑا کر کے خوب خشک کروایا اور انجن اسٹارٹ کیا تو سٹارٹ ہو گیا ہم نے سوار ہو کر سفر شروع کر دیا میں نے ڈرائیور کو کہا کہ بھیرہ گھر جانے کے بجائے سیال شریف حاضری دیں گے ہم دو تین بجے دوپہر سیال شریف پہنچے نماز ظہر ہو چکی تھی اور حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ مسجد میں تشریف فرما تھے میں نے سلام عرض کیا اور قدم بوسی کی تو اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا آپ نے خود فرمایا کار کو جب نہر کی پٹڑی پر کھڑا کرنا ہو تو ہینڈ بریک ضرور لگایا کرو۔ دیکھا تمھاری تھوڑی سی بے احتیاطی نے ہمیں کتنی فکر میں ڈال دیا۔

جوتی کی برکت

حضور امیر شریعتؒ فرماتے ہیں آپ کی جوتی کی اتنی برکت ہے جو آپ کے قدموں کو لگتی تھی مجھے ٹائیفائیڈ بخار ہوتا تھا اور اترنے میں نہیں آ رہا تھا بڑی دوائیاں کھائیں لیکن دوبارہ ہو جاتا گرمیوں کا موسم تھا میری چارپائی ساتھ ہی تھی اور شیخ الاسلامؒ آرام فرما رہے تھے مجھے خیال آیا کہ علاج کروں اٹھا آپ کے جوتے پڑے تھے اس کو اٹھایا پانی ڈالا اور ہلا کر پی گیا پھر کپڑے سے خشک کر کے رکھ دی صبح وہی ڈاکٹر غلام حسین آیا تھرمامیٹر لگا کر دیکھا تو درجہ حرارت 96 تھا پہلے جو بخار 103 پر رہتا تھا ٹھیک ہو گیا اور آج تک اس جوتی کی برکت سے اور قدموں نے جس کو شرف بخشا مجھے ٹائیفائیڈ آج تک نہیں ہوا اور انشاء

اللہ آخری وقت تک نہیں ہوگا۔

مرید سے محبت

حضور امیر شریعتؒ فرماتے ہیں اپنے مرید کی اپنا پیر تعریف کرے تو اس مرید کی شان بھی کیا شان ہوگئی حضور خواجہ خان محمد تونسویؒ سیال شریف تشریف لائے تو میرے والد صاحبؒ کہیں سفر پر تھے خواجہ خان محمد صاحبؒ کا معمول تھا جب بھی سیال شریف تشریف لاتے تو سب سے پہلے موئے مبارک ﷺ کی زیارت کرتے پھر تشریف فرما ہوتے اس وقت بھی میں گھر گیا چائے وغیرہ کا بندوبست کر کے آیا تو دیکھا خان صاحبؒ کمرے میں بے چینی کے ساتھ ٹہل رہے ہیں کبھی ادھر جاتے ہیں اور کبھی ادھر جاتے ہیں میں جب آیا تو میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا حمید یہ دعا کر تیرے باپ سے پہلے میں دنیا چھوڑ جاؤں میں جب آتا ہوں وہ نظر نہیں آتا تو بے چین ہو جاتا ہوں چنانچہ دو سال قبل شیخ الاسلامؒ کے ان کا وصال ہو گیا۔

خارش زدہ کے ساتھ

سیال شریف کا ایک آدمی تھا اس کو سخت خارش تھی اور پیپ تھی جب شیخ الاسلامؒ تونسہ شریف جانے لگے تو اس نے عرض کی حضور اپنے پیر کے دربار میں مجھے بھی لے جاؤ کیونکہ اس وقت اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کرتے تھے اس کے لئے بھی ایک اونٹ اور کچاوہ تیار کیا گیا سوار کر کے لے چلے راستے میں جب کھانے کا وقت ہوا حضور شیخ الاسلامؒ کا کھانا علیحدہ لگا دیا گیا اور اس شخص جس کو خارش تھی اس کا بھی علیحدہ لگا دیا گیا باقی سب دوست مل کر کھانے لگے جس وقت کھانے کا وقت آیا تو آپؒ نے فرمایا آؤ بھائی تیرے برتن بھی انھوں نے علیحدہ کر دیے اور میرے بھی تم اور میں مل کر کھاتے ہیں۔

سورج کا واقعہ

حضور سیدی مرشدی امیر شریعتؒ فرماتے ہیں حضرت خواجہ محمد قمرالدین شیخ الاسلامؒ سرگودھا مکان پر تشریف فرما تھے صبح کا وقت تھا رات لیٹ کہیں سے تشریف لائے اور سوئے تھے خادم حاجی محمد نواز صاحب نے اٹھایا حضور اٹھیے نماز جارہی ہے اور سورج نکلنے کے قریب ہے نماز جارہی ہے آپ نے وضو فرمایا اور لوگوں نے دیکھا ہے کہ آپ وضو کس طرح فرماتے تھے پھر چھوٹی مسجد میں تشریف لائے جماعت کھڑی ہوئی پہلے سنتیں بھی پڑھیں دعائے خیر ہوئی تو حضور شیخ الاسلامؒ نے فرمایا جاکر دیکھو سورج نکلا ہے یا نہیں؟ جو جگانے والا تھا اس نے جاکر دیکھا اور کہا حضور نکلنے والا ہے آپ نے فرمایا اب اس کو نکلنے دے۔

لنگر کا آٹا

نائب شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں لانگری فیض صاحب نے حکم دیا (یہ لفظ خود فرمایا) کہ عرس شریف قریب آگیا ہے اور لنگر شریف میں آٹا نہیں میں بڑا پریشان ہوا پرسوں عرس ہے اور آج کس طرح انتظام ہوگا خواب میں، میں نے دیکھا حضور شیخ الاسلامؒ وضو فرما رہے ہیں اور آپؒ نے مجھے فرمایا تو کیوں پاگلوں کی طرح پھر رہا ہے میں ہوں نا۔ سب کچھ کردوں گا تم کوئی پریشانی نہ کرو کچھ وقت گزرا فتح محمد ٹوانہ نے لنگر شریف کیلئے حصہ تین سو بوریاں بھیج دیں۔

سید کا احترام

حضرت سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی بانی و ناظم دارالعلوم قمرالسلام سلیمانیہ کراچی فرماتے ہیں خود میری آنکھوں کو آج بھی وہ منظر یاد ہے جب میں پہلی بار والد گرامی رہبر شریعت حضرت پیر محمد شاہ ہمدانیؒ کے

حکم پر ایک خط لئے آستانہ عالیہ سیال شریف حاضر ہوا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب میں آپ کے حلقہ مریدین میں شامل نہ تھا او نہ ہی میں نے اس سے قبل آپ کی زیارت کی تھی آپؒ نے صاحبزادہ ہونے کے ناطے سے بے پناہ شفقت و محبت فرمائی رات کو اپنے خادم خاص حاجی محمد نواز صاحب کو طلب فرمایا اور پوچھا شاہ صاحب کہاں آرام فرمائیں گے؟ حاجی صاحب نے عرض کیا مہمان خانے کے فلاں کمرے میں انتظام کر دیا گیا ہے فرمایا میرے کمرے میں جو چارپائی ہے اس پر شاہ صاحب سوئیں گے اور میں نیچے قالین پر ہی سو جاؤں گا ایسا ہی ہوا میرے لئے چارپائی کا اہتمام کیا گیا اور خود گداؤں کا شہنشاہ خواجہ خواجگان قالین پر آرام فرما ہو گیا سردیوں کی رات تھی شب گیارہ بجے کسی ندا دینے والے نے پکارا۔ آل نبی، اولاد علی ہوں بھوکا ہوں رات گزارنی ہے کوئی ہے جو طعام و قیام کا بندوبست کرے نئے آنے والے کی آواز جونہی ان کے کانوں پر پڑی جلدی سے اٹھے حاجی محمد نواز صاحب کو صدائیں دیں اور حاجی صاحب نہ آئے کہ خود آل نبی، اولاد علی روبرو تھے اور فرما رہے تھے سید بادشاہ آپ سواری سے نیچے اتریں کھانا بھی حاضر ہے قیام کا بھی انتظام ہے چنانچہ نئے مہمان کے لئے مہمان نوازی کے فوری انتظامات کئے گئے اسی کمرے میں ایک اور چارپائی منگوائی گئی خود ہم دونوں سیدوں کے درمیان سو گئے صبح ہو گی تو فرمایا حاجی محمد نواز مجھے مبارکباد دو میں آج دو سیدوں کے درمیان سویا ہوں۔

بنگلہ دیش کی چابیاں

حضور امیر شریعت خواجہ محمد حمید الدین سیالویؒ فرماتے ہیں ۱۹۷۱ء کی جنگ ہو رہی تھی شام کا وقت تھا سرگودھا میں بھی بمباری ہو رہی تھی یہاں بھی بموں کی آوازیں آتیں ہمارے مکانوں کے شیشے ٹوٹ گئے آپ مغرب کے بعد بنگلہ شریف میں لیٹے ہوئے تھے میرے محترم چچا بدرالدین صاحبؒ بھی موجود تھے اور خدام کے ساتھ مولوی جمال الدین معظمیؒ بھی تھے آپ کبھی بائیں کروٹ نہیں لیٹے تھے کہ میری پیٹھ

تونسہ شریف کی طرف نہ ہو جائے یہ بڑی محبت کی بات ہے کہ دائیں کروٹ لیٹتے تھے (سنت نبوی ﷺ) ہم نے سمجھا کہ تھوڑی سی آنکھ لگ گئی ہے لیکن ایسا منظر نہ تھا آپ نے فرمایا میں یہ الفاظ حضور کے آستان کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کر رہا ہوں (عرس کے موقع پر) میں کیا کروں؟ مجھے حکم ہو گیا ہے کہ بنگلہ دیش کی چابیاں دے دوں اس وقت تک نہ تو جنگ بندی تھی اور نہ ہی بنگلہ دیش کا تصور تھا محترم چچا بدرالدین عرض کرنے لگے کہ حضور بنگلہ دیش کی چابیاں تو آپ نے دے دیں ہیں اس دیس کی چابیاں نہ دینا آپ نے فرمایا کون سا دیس اور کونسی چابیاں؟ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے۔

جو دے قبول ہے

ایک برادر طریقت کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ نے مجھے فرمایا جو موجودہ سجادہ نشین تونسہ شریف کے والد محترم تھے کہ آپ کے پیرو مرشد حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ وہ ہستی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ محبوب خدا ﷺ، صحابہ کرامؓ کے اجتماع میں جلوہ افروز ہیں اور حضرت شیخ الاسلام حضور نبی اکرم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہیں اور آپ ارشاد فرما رہے ہیں قمر الدین نیاز پکا دیا کرو پھر میں نے دیکھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ اور تمام صحابہ کرامؓ واپس تشریف لے گئے حضرت صفوانؓ اور خواجہ قمر الدین سیالویؒ وہاں کھڑے رہ گئے حضرت سیالوی نے حضرت صفوانؓ سے عرض کیا حضور نے نیاز پکانے کا حکم فرمایا ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ کب اور کیا پکا کر دینا ہے حضرت صفوانؓ نے فرمایا ابھی حضرت علیؓ تشریف لاتے ہیں چونکہ وہ علم کے شہر کا دروازہ ہیں ان سے دریافت کر لینا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ ایک جانب سے تشریف لے آئے اور خواجہ سیالویؒ ان سے پوچھتے ہیں اے مولائے کائنات مجھے نیاز پکانے کا حکم ملا ہے لیکن یہ نہیں معلوم کہ کیا نیاز پکا کر کہاں اور کس جگہ دینی ہے؟

حضرت علی المرتضیٰؓ نے جواباً ارشاد فرمایا اے قمر الدین تو منظور رسول ﷺ ہے جو دے جب دے جہاں

دے قبول ہے۔

مقبول شربت

حضرت صاحبزادہ عزیز احمد صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں میں نے خود حضور قبلہ شیخ الاسلام سیالویؒ سے یہ واقع سنا آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ثالث غریب نواز! (والد محترم شیخ الاسلام) کا زمانے تھا محرم الحرام کا مہینہ تھا حضرت ثالث نے فرمایا! قمرالدین شربت بنا کر لوگوں کو پلاؤ اور خود نوافل پڑھنے میں مشغول ہوگئے چنانچہ میں نے بتعمیل حکم کرتے ہوئے پانے بنا کر لوگوں کو پلایا رات کو حضرت ثالث غریب نوازؒ حضرت امام حسینؓ کی زیارت نصیب ہوئی امام عالی مقامؓ نے ارشاد فرمایا اے ضیاء الدین ! آج قمرالدین نے جو پانی سیال شریف میں پلایا ہے وہ پانی ہم نے کربلا معلیٰ میں پیا ہے اگلے صبح حضرت ثالث غریب نواز سیالوی نے یہ واقعہ اپنے فرزند عزیز کو سنایا اور مبارک بادی۔

عیسائی مبلغ بھاگ گیا

حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ فرماتے ہیں آپ جب مسند خلافت پر جلوہ آرا ہوئے اس وقت انگریزی حکومت بڑی توانا تھی اور اس کے سائے میں عیسائی مشنری اسلام کی بنیادی تعلیمات پر دھڑادھڑ یورش کرتے رہتے تھے ایک روز آپ کو اطلاع ملی کہ سلانوالی کے علاقے میں پادری براؤن نے قیامت برپا کر رکھی ہے اس نے ایک کیمپ قائم کر رکھا ہے وہاں سے ہر روز آ کر بازاروں سڑکوں پر اپنا سٹیج لگاتا ہے کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ جمع ہو جاتے ہیں اور وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اسلام پر بے سروپا اعتراض کی بوچھاڑ کرتا رہتا ہے سلانوالی سیال شریف بارہ چودہ کوس کے فاصلہ پر ہے اسی وقت گھوڑوں پر سوار ہو کر سیال شریف سے روانہ ہوئے جہاں اس نے کیمپ لگایا ہوا تھا وہاں پہنچے اس کو مناظرہ کا چیلنج کر دیا جو اس نے قبول کر لیا آپ نے پہلی تقریر میں ہی بائیبل کی تعریف کے موضوع پر مدلل تقریر کی بائیبل کے حوالہ

جات کا انبار لگا دیا۔ پادری براؤن کو اپنے علم اور طاقت لسانی پر بڑا گھمنڈ تھا لیکن آپ کی مدلل اور زور تقریر سے اس کے حواس یوں باختہ ہوئے کہ اس نے بائیبل کو زمین پر پٹخ دیا اور یہ کہتا ہوا میدان مناظرہ سے بھاگ گیا کہ واقعی ہماری کتابیں کھراب (خراب) ہوگئی ہیں اسی طرح کئی مقامات پر آپ نے سامریوں کے طلسم کو پاش پاش کیا۔

فتنہ مرزائیت

حضرت قبلہ حافظ محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریفؒ نے کذاب قادیان میاں محمود احمد کو فیصلہ کن مناظرہ کا چیلنج کیا مناظرہ کے لئے ۱۵ صفر کی تاریخ مقرر ہوئی اور شاہی مسجد لاہور میں مناظرہ کا مقام مقرر ہوا آپ اپنے علماء رفقاء کے ساتھ مقررہ وقت اور مقام پر پہنچے مگر وہ مناظرہ کی ہمت نہ پا کر اسی روز قادیان چلا گیا مجاہدین اسلام فاتحانہ انداز میں واپس آئے ایسا مناظرہ مجوکہ مشہور ہے اور زبان عام ہے ہزاروں کی تعداد میں لوگ اکٹھے ہوئے جو سیال شریف کے جنوب میں بارہ کلومیٹر پر واقع ہے۔

دعا سے بغداد کی حاضری

ڈاکٹر تسخیر احمد ناظم دار العلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف فرماتے ہیں کہ میں بطور ڈائریکٹر تحفظ نباتات پاکستان کئی دفعہ اقوام متحدہ کے ہیڈ کواٹر روم جاتا رہا مگر بغداد شریف میں جو راستہ میں ہے حاضری کا موقع نہ ملا میں نے ایک سال سیالشریف میں حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ کی خدمت میں حاضری کے لئے خاص طور پر دعا کروائی اس سال روم گیا تو واپسی پر جو ہوائی جہاز روم سے کراچی آتے وقت بغداد ٹھہرتا تھا اس پر کوشش کے باوجود جگہ نہ ملی اور مجبوراً اسی جہاز میں سوار ہونا پڑا جو سیدھا روم سے کراچی آتا تھا مگر دل میں بڑی حسرت تھی جب یہ جہاز روم سے روانہ ہو کر بغداد کے نزدیک پہنچا تو انجینئر نے خبر دی کہ انجن میں کچھ خرابی ہوگئی ہے اور ہم بغداد میں اتریں گے رات رہ کر صبح کراچی روانہ

ہوں گے بہت مسرت ہوئی کمپنی نے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے روزہ مبارک کے نزدیک ایک ہوٹل میں ٹھہرنے کا انتظام کیا عصر کی نماز باجماعت پڑھی مزار اقدس پر خشوع سے فاتحہ خوانی اور دعائیں مانگیں پھر ٹیکسی لے کر شہر سے باہر کئی میل دور مزار امام اعظمؒ پر پہنچا مغرب اذان ہو رہی تھی اور مزار شریف کا دروازہ بند تھا نماز باجماعت کے بعد وہاں دربان کی بہت منت کی مگر اس نے بتایا کہ اب مزار پاک کا دروازہ نہیں کھل سکتا ایسے ہی ناامید باہر دعا مانگ رہا تھا کہ اونچا بگل بجا اور مسجد میں ہر طرف دوڑ بھاگ شروع ہوگئی میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شہزادہ عراق آ رہا ہے اور تمام ملازم اپنی ڈیوٹی پر آ رہے ہیں مزار اعظم کے درباری نے بھی دروازہ کھولا اور صفائی شروع کر دی مجھے کہنے لگا ابھی شہزادہ کو آنے میں نصف گھنٹہ ہے تم جلدی اندر حاضری دے لو فوراً میں اندر حاضر ہوا فاتحہ خوانی کے بعد دعائیں مانگیں اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ دونوں مزاروں پر حاضری غیر متوقع ہوگئی۔

آیات منسوخ

حضور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد حمید الدین سیالویؒ فرماتے ہیں ایک دفعہ حضور شیخ الاسلامؒ کی ہم رکابی میں سرگودھا سے گھر آ رہے تھے ساہیوال پہنچے گرمی کا موسم تھا اور دوپہر کا وقت تھا ایک گاڑی خراب تھی اور خواتین اندر موجود تھیں فرمایا پتہ کرو کہ کس کی گاڑی ہے؟ ڈرائیور نے جا کر پتہ کیا اور واپس آ کر عرض کی حضور یہ عنائت علی شاہ کی گاڑی ہے (جو سیال شریف کے جنوب میں سات کلومیٹر دور جہانیاں شاہ کے رہائشی تھے) فرمایا میرا سامان گاڑی سے نکال دو اور شاہ صاحب کو گھر چھوڑ آؤ پھر مجھے آ کر لے جانا میں نے عرض کی حضور یہ شیعہ ہیں اور ان کو گاڑی میں بیٹھائیں گے حضور نے فرمایا قرآن میں کتنی آیات ہیں منسوخ ہو چکی ہیں جن پر عمل ضروری نہیں لیکن کیا ادب بھی ضروری نہیں۔

شہادت کی موت

امیر شریعت حضور خواجہ محمد حمید الدین سیالویؒ فرماتے ہیں جب آپ کا ایکسیڈینٹ (حادثہ) ہوا حضور شیخ الاسلامؒ روزہ کی حالت میں تھے آپ کو ڈرپ لگتی رہی میں نے کہا کہ آپ روزہ کس چیز سے افطار کریں گئے انھوں نے فرمایا تم نے میرا روزہ رہنے دیا ہے آپؒ کو لاہور لایا گیا ڈاکٹرز نے کہا کہ آپریشن کے ذریعے آپ کی پسلیوں کو ٹھیک کرنا ہے ڈاکٹر راٹھور صاحب تھے اور میں کھڑا سوچ رہا تھا ہمارا کیا بنے گا کہ ڈاکٹر صاحب آئے اور انھوں نے کہا کہ آپ کو آپریشن تھیٹر لاتے ہوئے اسٹریچر پر ہی انتقال ہو گیا میں نے سوچا کہ اس سینہ کو کس طرح کھولا جا سکتا ہے جس پر نبی پاک ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیرا ہو اس کو دنیا کے ڈاکٹر کس طرح چاک کر سکتے ہیں جو چیز مردہ ہو اس میں خون کس طرح آ سکتا ہے آپ کا وصال رات گیارہ بجے ہوا اور غسل سیال شریف صبح 9 بجے دیا گیا آپؒ کے سر سے خون اس طرح بہہ رہا تھا جو بالکل تازہ ہو حالانکہ آپ کی وفات کو کافی وقت گزر چکا تھا حقیقت میں جس کا دل شہادت کے لئے مچلتا ہو اور ذکر نبی پاک ﷺ زبان پر ہو وہ شہید ہوتا ہے اور انھیں مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے۔

مزار کی وصیت

نائب شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں حضور شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالویؒ نے وصیت لکھی جب میری عمر تین ماہ تھی آپ حج پر جاتے ہوئے لکھ کر گئے وہ یہ تھی کہ میرا مزار میرے والد صاحب کے پہلو میں بنانا تو پھر جب آپ کا وصال ہوا جگہ ناپی گئی پہلے تو مستری نے کہا جگہ کم ہے لیکن دوبارہ جب کوشش کی گئی اور ایک اینٹ اکھیڑی گئی تو نیچے جگہ خالی تھی آدمی میرے پاس دوڑتا ہوا آیا کہ قبر تو تیار ہے بس ایک تگاری (مٹی کا برتن) مٹی نکلی میری ان گناہ گار آنکھوں نے حضور ثالث غریب نوازؒ جو حضور شیخ الاسلامؒ کے والد محترم تھے ان کے بکس کی زیارت کی ان کے بکس کے اوپر جو سفید کپڑا ڈالا گیا تھا ایمان کو حاضر ناظر جان

کر کہ رہا ہوں کہ وہ سفید تھا اور صاف ستھرا تھا والد صاحب کے مزار کی مغرب کی طرف سے دیوار نہیں تھی آپؒ کے بکس کو مزار میں رکھوا کر تین اطراف سے دیوار کھڑی کی گئی اور حضور ثالث غریب نوازؒ کی طرف سے دیوار نہ بنائی کہ جب ان کی مرضی نہیں تو میں کون ہوتا ہوں دیوار بنانے والا اب باپ اور بیٹے کا مزار اکٹھا ہے درمیان میں دیوار نہیں۔

کہاں پھرتے ہو

ایک امام مسجد آپؒ کا غلام اپنے مقتدیوں کے ساتھ مل کران کے پیر کے عرس پر چلا گیا تا کہ مقتدیوں کو خوش کیا جاسکے جب مقتدیوں کے ساتھ مولوی صاحب آستانہ پر پہنچے تو پیر صاحب نے بھی بڑھ کر استقبال کیا اور فرمانے لگے کہ مولانا صاحب آج آرام کریں کل نماز ظہر کے بعد آپ کی تقریر ہوگی امام صاحب کہتے ہیں کہ جب میں رات کو سویا تو حضور شیخ الاسلامؒ کی زیارت ہوگئی تو آپ فرمانے لگے کہ مولوی صاحب آپ کدھر جاتے ہیں حمید الدین کو فرمادوں گا وہ آپ سے شفقت فرمائیں گے مولانا کہتے ہیں میں صبح اٹھا اور سیدھا آستانہ عالیہ سیالشریف پہنچا تو حضرت خواجہ امیر شریعتؒ تشریف فرما تھے میں قدم بوسی کی تو امیر شریعتؒ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا مولوی صاحب آپ کو کس نے بھیجا ہے پھر خود ہی ارشاد فرمایا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں پیر کامل تو اپنے ماننے والوں کے قریب ہی ہوتے ہیں۔

سونے نہیں دیتی

ایک مرید صادق کہتا ہے ایک رات میں دو تین برادران طریقت کے ساتھ حضور شیخ الاسلامؒ کے ساتھ کمرے میں موجود تھے کافی وقت جاگتے رہے آخر حضور شیخ الاسلامؒ نے فرمایا رات کافی بیت چکی ہے لہذا اب آرام کرو ہمیں سلانے کے لئے آپ نے خراٹے لینے شروع کر دئے جس سے یہ پتہ چلتا تھا کہ آپ سو گئے ہیں لیکن میں جاگ رہا تھا لیکن خاموش تھا تھوڑی دیر بعد کروٹ بدلی اور یہ الفاظ سنے گئے

ہائے سونے نہیں دیتی یوں چند منٹ بعد آپ نے دوبارہ کروٹ بدلی اور یہی الفاظ ہائے سونے نہیں دیتی فرمائے بعد میں اٹھ کر بیٹھ گئے ہمیں آواز دی کوئی جاگ رہا ہے میں فوراً بولا جی حضور آپ نے فرمایا غلام حیدر ڈرائیور کو بلاؤ اور اسے کہو کہ گاڑی تیار کرے میں ڈرائیور بلالایا آدھی رات کا وقت تھا آپ نے ڈرائیور کو حکم دیا کہ گاڑی سٹارٹ کرو ہم دو تین پیر بھائی بھی ساتھ گاڑی میں بیٹھ گے جب روڈ پر پہنچی تو ایک طرف جانے کے لئے کہا کچھ دور گاڑی کو کچے راستے پر جانے کیلئے کہا نالے کے ساتھ ایک پل آ گئی تو وہاں گاڑی روک لینے کا حکم دیا حضور شیخ الاسلامؒ پل عبور کر کے ایک پٹڑی پر چل نکلے آ گے ہمیں ڈیرہ نظر آیا وہاں لوگ اکٹھے تھے اور سردی سے بچنے کی خاطر آگ جلا رکھی تھی آگ کی روشنی میں نظر آیا کہ جیسے کوئی فوت ہو گیا حضور کا وہاں جانے ہمیں صاف نظر آ رہا تھا کہ ایک عورت بلند و بالا درخت پر چڑھ کر بلند آواز سے پکار رہی تھی یا پیر سیال لجپال میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے یا پیر سیال لجپال میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے جب مجمع نے دیکھا تو اس عورت کو فرمایا نیچے اتر آ پیر سیال آ گئے ہیں حضورؒ نے استفسار فرمایا کہ کیا معاملہ ہے لوگوں نے عرض کی حضور اس عورت کا بچہ فوت ہو گیا ہے جب سے بچہ فوت ہوا یہ درخت پر چڑھ کر پیر سیال لجپال پیر سیال لجپال پکار رہی ہے ہم لوگوں نے کافی سمجھایا صبر کرو اور درخت سے اتر آؤ لیکن یہ کسی کی سنتی نہیں لگا تار آپ کو پکارے جا رہی ہے حضور نے عورت کو درخت سے نیچے اترنے کو کہا وہ عورت فوراً نیچے اتر آئی آپ نے فرمایا بعض اوقات ایسا بھی ہو جایا کرتا ہے کہ مریض پر غشی طاری ہو جاتی ہے اور کافی لمبی دیر تک مریض اس حالت میں رہتا ہے اہل خانہ خیال کرتے ہیں کہ مریض فوت ہو گیا ہے لہذا آئیں بچے کو دیکھتے ہیں کہیں ایسا تو نہیں ہوا؟ چنانچہ سب مل کر آپ کے ساتھ بچے کے پاس آئے حضور شیخ الاسلامؒ نے اپنے دست مبارک سے بسم اللہ پڑھتے ہوئے مردہ بچہ کے منہ سے کپڑا اٹھایا تو سب نے آنکھوں سے دیکھا کہ اس بچے نے اپنی آنکھیں کھول دیں ہیں آپ نے فرمایا بچہ تو زندہ ہے حالانکہ وہ فوت ہو گیا تھا اور صبح دفنانے کا پروگرام تھا اس کے بعد واپس تشریف لے آئے۔